ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

27 اگست 2003ء۔۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ

- پاکستان کی چوطرفہ حصار بندی (اداریہ)
- اسلامی تعلیمات اور ہمارا معاشرہ (منبر ومحراب)
- آیئے داغ دھوڈالیں! (تجزیہ)

www.tanzeem.org

جلد 12 شمارہ 30

جدید اسلامی ریاست کے قیام کی اساسات

اگر عہد حاضر کی جمہوری ریاست کے تصورات میں صرف دو تبدیلیاں کر دی جائیں تو وہ ''جدید اسلامی ریاست'' کی صورت اختیار کر لے گی۔ پہلی تبدیلی یہ کہ سیکولرازم کے تصور کو نکال دیا جائے اور اسلام کو صرف ''سرکاری مذہب'' کے طور پر نہیں بلکہ دین و دنیا اور مذہب و ریاست کی جامع حقیقت کی حیثیت سے پورے نظامِ زندگی پر غالب و نافذ قرار دیا جائے اور دوسری تبدیلی یہ کہ ''وطنی قومیت'' کی بجائے ''مسلم قومیت'' کو بطورِ اساس قبول کیا جائے۔

اس کے عملی نتیجے کو سادہ ترین الفاظ میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ...... عہد حاضر کے کسی بھی جمہوری نظامِ حکومت میں، خواہ وہ پارلیمانی ہو، خواہ صدارتی اور خواہ وحدانی ہو، خواہ وفاقی، اگر تین چیزیں شامل کر لی جائیں، جو باہم لازم و ملزوم اور ایک دوسرے کے منطقی نتیجے کی حیثیت رکھتی ہیں تو وہ اسلامی ریاست بن جائے گی۔ یعنی:

۱) اولاً یہ تسلیم کیا جائے کہ یہاں حاکمیت اصلاً اللہ کی ہے اور انسان کے پاس صرف ''خلافت'' ہے۔

۲) دوسرے یہ کہ یہاں کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کو ہر چیز پر بالاتری اور بالادستی حاصل ہوگی اور کوئی قانون کتاب و سنت کے منافی نہیں بنایا جا سکے گا...... اور

۳) تیسرے یہ کہ اگرچہ جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت اور عقیدے، عبادات اور پرسنل لاء کی آزادی کی ضمانت کے حق میں بلا لحاظِ رنگ و نسل اور بلا امتیاز عقیدہ و مسلک تمام شہری برابر کے شریک ہوں گے، لیکن قانون سازی کے عمل اور ریاست کی بلند ترین پالیسی کی تعیین و تشکیل میں صرف وہی لوگ شریک ہو سکیں گے جو اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔

(ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ''عہدِ حاضر میں اسلامی ریاست اور معیشت کے چند بنیادی مسائل'' سے ایک اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○﴾ (آیت 238 تا 239)

''(مسلمانو) سب نمازیں خصوصاً بیچ کی نماز (یعنی نماز عصر) پورے التزام کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ اور خدا کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو۔ اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار (جس حال میں ہو نماز پڑھ لو) پھر جب امن (واطمینان) ہو جائے تو جس طریق سے اللہ نے تم کو سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے (اس طرح سے) اللہ کو یاد کرو۔''

یہاں مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ تمام نمازوں کی حفاظت کرو یعنی آداب وشرائط کا خیال رکھتے ہوئے نمازیں ادا کرو۔ وقت کی پابندی کرو۔ نماز باجماعت ادا کرو۔ نماز سے پہلے غسل کی حاجت ہو تو غسل کرو۔ ورنہ وضو کرو۔ یوں پانچوں نمازیں پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرو۔ خاص طور پر درمیانی نماز کا تو بہت دھیان رکھو۔ درمیانی نماز کے متعلق مختلف اقوال ہیں مگر اکثر کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے جو فجر اور ظہر' مغرب اور عشاء کے درمیان آتی ہے۔ اس وقت مصروفیت عروج پر ہوتی ہے۔ ہر کوئی دن کے باقی وقت سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ خرید وفروخت کی گہما گہمی ہوتی ہے۔ لوگوں کو غروب آفتاب سے قبل گھر پہنچنے کی جلدی ہوتی ہے۔ ہر کوئی اپنے کام نمٹانے میں لگا ہوتا ہے تو ایسے وقت میں عام طور پر آدمی اس نماز کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ خاص طور پر اس نماز کی تاکید کی گئی ہے کہ اس کی ادائیگی میں کسی غفلت کا شکار نہ ہونا۔ اور جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو اللہ کے سامنے پوری فرمانبرداری کا انداز اختیار کرو یعنی نماز پورے سکون اور اطمینان کے ساتھ جملہ ارکان کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرو۔ نماز اللہ کا حکم اور دین کا رکن ہے۔ اسے فرمانبرداری اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرو۔

آگے فرمایا کہ اگر تم پر خوف ہے۔ دشمن تمہارا کا تعاقب کر رہا ہے۔ اور ایک جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہیں تو پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر ہی نماز پڑھ لو۔ یہ صلوٰۃ الخوف ہے۔ یہ اُس وقت ہے جب لشکر چل رہا ہے' پڑاؤ ڈالنے کا موقعہ نہیں۔ ایسی صورت میں سواری کا رخ کعبہ کی طرف کرلو اور نماز کی نیت باندھ لو اس کے بعد سواری جس رُخ پر جارہی ہے ٹھیک ہے۔ جب امن کی حالت نصیب ہو جائے تو اللہ کو یاد کرو یعنی اُسی طرح نماز ادا کرو جیسے اللہ نے تمہیں تعلیم دی ہے۔ اللہ نے یہ تعلیم ظاہر ہے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے سے دی ہے۔ یہی سنت رسول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نماز پڑھو جیسا کہ مجھے دیکھتے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ قرآن مجید میں نہ نماز کے اوقات کا بیان ہے۔ نہ یہ کہ رکعت کیسے ادا کی جائے گی۔ کیا کچھ پڑھا جائے گا۔ صرف قیام' رکوع اور سجدہ کا ذکر ہے مگر ان میں جو ترتیب ہے اور اس کا جو مکمل طریقہ ہے وہ تو حضور ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے۔ جو بات ہمیں حضور ﷺ نے سکھائی ہے اللہ اُسے اپنی طرف منسوب کر رہا ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ یہ نماز اللہ کے حکم سے ہی سکھائی ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

فرمانِ نبوی — چوہدری رحمت اللہ بٹر

لعنت کی ممانعت

((عن ابن مسعود قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اذا خرجت اللعنة من فی صاحبها نظرت' فان وجدت مسلکا فی الذی وجهت الیه' والا عادت الی الذی خرجت منه)) (اخرجه احمد' والبیهقی فی الشعب)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت بھیجتا ہے تو لعنت دیکھتی ہے' اگر وہ اُسے مستحق سمجھتی ہے تو اس تک پہنچ جاتی ہے ورنہ لوٹ آتی ہے اس کی طرف جس نے کی ہوتی ہے''۔

ہر مسلمان کو بات کرنے سے پہلے سوچنا چاہئے کہ میں بات صحیح کر رہا ہوں ورنہ پھر اللہ کی طرف سے پکڑ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے بارے میں خیر طلب کرنے کی ہی توفیق دے تا کہ اس کا بھی بھلا ہو۔ لعن طعن سے اللہ کی ناراضگی ہی حاصل ہوتی ہے۔

وصول نمبر 21-8-03

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

پاکستان کی چوطرفہ حصار بندی

گزشتہ ہفتے کے دوران میں یکے بعد دیگرے ایسی اطلاعات اور خبریں آتی رہی ہیں' جن سے ہمارا یہ پرانا یقین پختہ سے پختہ تر ہوگیا ہے کہ اسلام دشمن مغربی طاقتوں اور ہنود و یہود کا اصل ہدف پاکستان ہے جو واحد اسلامی ملک ہے جسے مکمل ایٹمی طاقت حاصل ہے اور جسے عرف عام میں ''اسلام کا قلعہ'' کہا جاتا ہے۔ پہلے یہ اطلاع آئی کہ پاک افغان سرحد پر پاکستان کے خلاف مسلح کارروائیاں کرنے کے لئے بھارت' روس اور شمالی اتحاد (افغانستان) نے مل کر اتحاد بنالیا ہے اور پاکستان کے خلاف اپنے مذموم عزائم پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے شمالی اتحاد سے تعلق رکھنے والے بدنام زمانہ کمانڈر حضرت علی کو جلال آباد میں تعینات کیا ہے' جسے بھارت پہلے ہی سے اپنے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے بڑے پیمانے پر رقوم فراہم کررہا ہے اور اب اُس نے اس مقصد کیلئے اُس کے ذاتی اکاؤنٹ میں 35 لاکھ روپے منتقل کئے ہیں اور اسے پاکستان کے خلاف سازشی کارروائیاں کرنے کی خصوصی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ادھر روس نے بھی افغان وزیر دفاع کے حالیہ دورۂ روس کے موقع پر افغانستان کی نئی قومی فوج کو 500 گاڑیاں اور 50 ٹینک' 100 توپیں' دس ہزار کلاشنکوفیں' 20 ہیلی کاپٹر اور 10 مگ طیارے فراہم کرنے اور ہر سال 100 پنج شیری فوجیوں کو تربیت دینے کا اعلان کیا ہے۔

دوسری اہم اطلاع یہ آئی ہے کہ اسرائیل کے وزیر اعظم ایریل شیرون عنقریب بھارت کا دورہ کرنے والے ہیں۔ اس موقع پر ''دہشت گردی'' کے خلاف عالمی جنگ میں مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنے کیلئے ایک ''محور'' بنانے پر غور ہوگا۔ بھارت اور اسرائیل (یعنی ہنود و یہود) فلسطین اور کشمیر کی جدوجہد آزادی کو ''دہشت گردی'' اور فدائین اور مجاہدین کو ''دہشت گرد'' قرار دلانے کے لئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے والے ہیں۔ فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے متنبہ کیا ہے کہ اس موقع پر شیرون کے دورۂ بھارت اور ساتھ ہی اسرائیل سے فوجی ساز و سامان کی خریداری کے لئے بھارتی منصوبے سے پاکستان اور بھارت کے درمیان موجودہ کشیدگی میں اضافہ ہوگا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ شیرون کے دورۂ بھارت سے جنوبی ایشیا میں طاقت کا توازن بگڑ جائے گا اور بھارت وہ تمام مقاصد و فوائد حاصل کرے گا' جن کے حصول کے لئے وہ برسوں سے خفیہ کوششیں کر رہا ہے۔ اخباری رپورٹ کے مطابق بھارت' اسرائیل اور امریکا کے ''مشترکہ محور'' کا نظریہ بھارتی قومی سلامتی کے مشیر برجیش مشرا نے پیش کیا ہے اور وہ اس کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے مسلسل امریکا اور اسرائیل سے رابطے میں ہیں۔

بھارت' روس اور شمالی اتحاد یعنی ''افغانستان'' کا مشترکہ محور اور اس کے پہلو بہ پہلو ''بھارت' امریکا اور اسرائیل کا مشترکہ محور'' آخر کس کے خلاف ہیں ظاہر ہے اسلام کے قلعے پاکستان کے خلاف۔ پاکستان کی سلامتی کے نقطۂ نظر سے یہ نہایت خطرناک اور تشویش انگیز صورتِ حال ہے۔ پاکستان کے حکمرانوں کی غلط خارجہ پالیسی کی وجہ سے اس ملک کے چاروں طرف اس کے بدترین اور قدیمی دشمن مضبوط حصار بندی بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے کررہے ہیں۔ اب یہ حکمرانوں کی ذمہ داری اور فرض شناسی ہے کہ وہ اپنی ہی حکمتِ عملی کے تلخ نتائج سے صرفِ نظر نہ کریں اور اسلام دشمن طاقتوں کے محوری عزائم کو ناکام بنانے کے لئے' عوام اور تمام سیاسی رہنماؤں اور جماعتوں کو اعتماد میں لے کر' پورے خلوص اور پوری توجہ سے جلد از جلد نئی اور فعال حکمت عملی وضع کریں' مبادا یہ طاقتیں پاکستان کو کسی بڑے نقصان سے دوچار کرنے کی سازش میں کامیاب ہوجائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مملکت خداداد پاکستان کی اصل منزل یعنی قیامِ نظامِ اسلامی کی جانب پیش رفت کے لئے سنجیدہ کوشش کا آغاز کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اسی ذریعے سے پاکستان کو استحکام حاصل ہوگا اور اسلام دشمن عالمی طاقتوں کے مقابلے میں ہمیں وہ مضبوط ترین سہارا حاصل ہوگا کہ جس کے ہوتے ہوئے کوئی اس ملک کو ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی ہمت نہ کرسکے گا۔

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

(ادارۂ تحریر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ نِدائے خلافت لاہور

جلد 12 شمارہ 30

21 تا 27 اگست 2003ء

(۲۲ تا ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

ادارۂ تحریر: سید قاسم محمود' مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان' محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110

E-Mail: markaz@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 250 روپے

بیرون پاکستان

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ
.... 1500 روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ
.... 2200 روپے

اسلامی ریاست میں توحید کے منافی کسی نظریہ ' کسی رسم اور کسی نظام کے فروغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی

اسلام وہ تمام امکانات ختم کرنا چاہتا ہے جو اخلاقی آوارگی اور جنسی آزادی کی طرف لے جاتے ہوں

افسوس آج حکومتی سرپرستی میں کچھ آزاد خیال عناصر کی طرف سے فحاشی پھیلانے کے لئے منظم کوششیں ہو رہی ہیں

مسجد دار السلام باغ جناح میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے یکم اگست 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گزشتہ خطاب جمعہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع کے حوالے سے ہم اسلامی معاشرے کے امتیازی اوصاف پر گفتگو کر رہے تھے۔ مختصراً اسلامی معاشرے کا بنیادی اصول ہمہ گیر تصور توحید ہے۔ اسلامی ریاست میں توحید کے منافی کسی نظریئے' کسی نقطہ نظر' کسی رسم اور کسی نظام کے فروغ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہر ہر سطح پر شرکت کی بیخ کنی اسلامی حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔ توحید کے بعد اگلا اہم اصول جس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے وہ ہے انسانوں کے حقوق کی ادائیگی جس میں والدین کا مقام سب سے اہم ہے۔ والدین کے حقوق کے بعد دوسرے لوگوں کے حقوق کی ادائیگی ہے کہ ان کی ضروریات کی فراہمی اور فلاح و بہبود کے لئے دولت خرچ کی جائے۔

آج ہمیں سورۃ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع کی ابتدائی آیات کا مطالعہ کرنا ہے۔ فرمایا:

''اپنے بچوں کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ان کو رزق دیں گے اور تم کو بھی۔ ان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔'' (بنی اسرائیل: 31)

عرب اپنی بیٹیوں کو دو وجہ سے قتل کرتے تھے۔ پہلی تو غیرت و شرم کی وجہ سے۔ غیرت کا ایک جھوٹا تصور ان کے ہاں رائج تھا۔ وہاں لڑکیوں کو حقیر مخلوق سمجھا جاتا تھا اور وہ ان کی پرورش اور نکاح کی ذمہ داری سے فارغ رہنا چاہتے تھے۔ دوسرے ان کو مفلسی کا خوف ہوتا تھا۔ جس کے باعث بالعموم بچیوں ہی کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ ہمارے معاشرے میں بھی یہی ذہنیت جڑ پکڑ رہی ہے۔ لوگ مفلسی کے ڈر سے اسقاط حمل سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ہمارے مغرب زدہ تعلیم یافتہ لوگ انسانی مسائل کو خالصتاً اعداد و شمار کے پہلو سے دیکھتے ہیں۔ وہ قومی وسائل کا اندازہ لگاتے ہیں اور پھر آبادی کے اضافے کو سامنے رکھتے ہیں اور اس طرح بڑھتی ہوئی آبادی کو ان تمام مشکلات کی بنیاد قرار دیتے ہیں جو معاشرے کو درپیش ہیں یہ مادہ پرستانہ سوچ ہے۔ اسلام اس قسم کی سوچ کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس طرح کے اعداد و شمار اکٹھے کرنے میں وقت ضائع نہ کیا جائے بلکہ اس کی بجائے ہمیں ایسا معاشرہ تشکیل دینا چاہئے جہاں وسائل کی تقسیم لوگوں کے درمیان انصاف اور برابری کی سطح پر کی جائے اور تمام شہریوں کو ترقی کرنے کے یکساں مواقع فراہم کئے جائیں۔ ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو روزی فراہم کرنے کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ نفاذ شریعت کی برکات و ثمرات میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان سے بھی برکات کا نزول ہوگا اور زمین بھی اپنے خزانے اُگل دے گی۔ اسی ضمن میں جو دوسرے عوارض ہمارے معاشرے میں تیزی کے ساتھ رو بعمل ہیں ان میں اسقاط حمل کے علاوہ مانع حمل کی تدابیریں بھی ہیں۔ واضح رہے کہ اسقاط حمل تو قطعی ممنوع ہے' سوائے اس کے کہ ماں کی جان کو خطرہ ہو' مانع حمل کی دیگر تدابیر کی اگرچہ کراہت کے ساتھ اجازت ہے لیکن اگر یہ کام مفلسی کے اندیشے کے تحت کیا جائے تو اسلام کی روح کے یکسر خلاف ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی رزاق ہے اور وہی پہلے بھی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے نئے وسائل پیدا کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی رزق کے نئے وسائل کے دروازے وہی کھولے گا۔

اگلی آیت میں حکم ہے:

''اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔''

اسلام وہ تمام امکانات ختم کرنا چاہتا ہے جو اخلاقی آوارگی اور جنسی آزادی کی طرف لے جاتے ہوں۔ کیونکہ اُس معاشرے کا خاندانی نظام تباہ ہو جاتا ہے جہاں جنسی آوارگی عام ہو جائے۔ جنسی بے راہ روی میاں بیوی کے درمیان جو کہ خاندانی نظام کی بنیادی اکائیاں ہیں محبت اور اعتماد کے رشتہ کو ختم کر دیتی ہے۔ اس سے بچنے کے لئے اسلام نے چند مثبت اور کچھ منفی اقدامات تجویز کئے ہیں۔

(1) اسلام میں شادی کی رسم کو انتہائی سادہ اور آسان بنایا گیا ہے۔ صرف دو تقریبات ضروری ہیں:

(i) نکاح' (ii) ولیمہ۔

نکاح محض ایک عورت اور ایک مرد کے درمیان دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہے۔ یاد رہے کہ اس موقع پر دونوں میں سے کسی بھی فریق کی طرف سے دعوت کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔ اسلام ہرگز یہ تقاضا نہیں کرتا کہ دلہن والوں پر کسی قسم کا مالی بوجھ ڈالا جائے۔ یہاں تک کہ ایک باپ اپنی بیٹی کی شادی ایک پیسہ خرچ کئے بغیر کر سکتا ہے۔ غلط کاری سے محفوظ رکھنے کے لئے والدین کو ہدایت کی گئی ہے کہ جونہی ان کے بچے بالغ ہوں ان کا نکاح کر دیا جائے۔ ہاں نکاح کے بعد لڑکا اپنی بساط کے مطابق طعام ولیمہ کا اہتمام کرے گا۔

(2) اُن تمام سرگرمیوں پر پابندی ہو جو جنسی خواہش کو ابھارنے والی ہوں۔ مثلاً فحاشی پر مبنی کتابوں کی اشاعت' گندی فلموں کی نمائش' نازیبا اشتہارات' موسیقی اور ناچ گانا وغیرہ۔

(3) شراب اور منشیات پر پابندی کیونکہ یہ بھی جنسی جذبات کو مشتعل کرتی ہیں۔

(4) مردوں اور عورتوں کی مخلوط محافل پر پابندی

(5) عورت کا اصل دائرہ کار گھر کی چار دیواری ہے۔ تاہم ضرورت کے وقت وہ گھر سے باہر نکل سکتی ہے لیکن بغیر زینت و زیبائش کے اور ایک بڑی چادر میں لپٹی ہو جس کا ایک پلو چہرے کے اوپر لٹکا ہوا ہو۔

(6) آدمیوں اور عورتوں کے لباس کے بارے میں واضح ہدایات کی پابندی۔ عورت کا پورا جسم ڈھکا ہوا ہو سوائے چہرے کے سامنے کا حصہ اور دونوں ہاتھ کلائیوں تک اور پاؤں ٹخنوں تک۔ بدن کے ان تین حصوں کے سوا وہ جسم کا کوئی حصہ کسی کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتی' سوائے اپنے شوہر کے یا پھر ضروری ہو تو معالج کے سامنے۔ جہاں تک نامحرم کا تعلق ہے اس کے سامنے اضافی پردے کی ضرورت ہے یعنی اس کا لباس ایسا ہو کہ جس سے اس کے جسم کے ابھار نمایاں نہ ہوں اور اس کا چہرہ بھی ڈھکا ہوا ہو۔

اوپر درج شدہ ہدایات کے تناظر میں اگر ہم اپنے

پریس ریلیز

پاکستانی افواج کو عراق بھیجنا جھوٹ' دھونس اور دھاندلی میں امریکا کی مدد کرنا ہے

ہمیں اپنی نااہلی کے باعث یومِ آزادی کے بجائے یومِ محکومی منانا چاہئے

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 15 اگست 2003ء کے خطاب جمعہ کے اختتام پر بیان کئے گئے حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے اخبارات کو بھیجا گیا پریس ریلیز

امریکہ کی دہشت گردی کے خلاف مہم جھوٹ پر مبنی ہے۔ درحقیقت یہ صلیبی جنگ اسلام کے خلاف لڑی جارہی ہے۔ اس جنگ میں امریکہ کا دست و بازو بننا اسلام کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ عراق پر حملہ کے لئے بھی امریکہ نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ لہٰذا عراق میں پاکستانی فوج بھیجنا جھوٹ' دھونس اور دھاندلی میں امریکہ کی مدد کرنا ہے۔ پاکستانی افواج کی عراق میں موجودگی کے دوران اس امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا کہ کسی پاکستانی فوجی کی گولی سے کوئی عراقی یا کسی عراقی کی گولی سے کوئی پاکستانی فوجی بلکہ دونوں طرف کے بے شمار مسلمان جاں بحق ہوجائیں۔ لہٰذا حکومت ہوش کے ناخن لے اور افواج پاکستان کو کسی صورت بھی عراق نہ بھیجا جائے۔ پوری قوم کو اس معاملے میں متحد ہو کر یک جان ہوجانا چاہئے اور حکومت کو اس اقدام سے روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

چودہ اگست کا دن گزر گیا لیکن کیا ہم نے غور کیا کہ یہ ایک محکوم اور غلام قوم کا جشن آزادی تھا ہم نے اپنی نااہلی کی وجہ سے اپنی آزادی امریکہ کے ہاتھوں گروی رکھ دی ہے اور اب ہم اس کا ہر حکم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ لہٰذا ہمیں یوم آزادی کے بجائے یوم محکومی منانا چاہئے۔ حصول پاکستان کے مقصد نفاذ اسلام سے روگردانی کے باعث ہم سزا کے طور پر آزادی کی نعمت سے محروم ہوگئے ہیں۔ اگر ہم ایک خودمختار اور آزاد قوم کی حیثیت سے جینا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی اصل منزل دین اسلام کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

حکومت انجینئر احسن کو رہا کرے' سیف اللہ پراچہ کو ایف بی آئی کی تحویل سے واگزار کروائے

تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کی طرف سے 13 اگست 2003ء کو اخبارات میں بھیجا گیا پریس ریلیز

حکومت کو اپنے معزز شہری کی ایف بی آئی کے ہاتھوں گرفتاری کا نوٹس لیتے ہوئے اس پر امریکی حکومت سے احتجاج کرنا چاہئے۔ تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ امریکہ کے دباؤ پر حکومت اپنے ہی شہریوں کو بغیر وجہ بتائے گرفتار کرلیتی ہے اور اُن کے گھر والوں کو نہایت تکلیف دہ صورت حال سے دوچار کردیتی ہے۔

میرپور کے انجینئر احسن صاحب کا معاملہ ابھی حل نہیں ہوا تھا کہ کراچی کے معروف تاجر سیف اللہ پراچہ کو ایف۔بی۔آئی نے اغواء کرلیا۔ لیکن ہماری حکومت نے نہ تو اس پر امریکہ سے احتجاج کیا اور نہ ہی ان کی رہائی کے لئے کوئی کوشش کی۔ پہلے تو چلئے اپنی ایجنسیاں اندرون ملک یہ کام کررہی تھیں لیکن اب گویا کہ حکومت نے اپنے شہریوں کو بیرونی ایجنسیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے جو انتہائی تشویش ناک صورت حال ہے۔ اگر حکومت پاکستان اپنے معزز شہریوں کا تحفظ بھی نہیں کرسکتی تو کیا پاکستان کی سرزمین پر ہماری حکومت کی حیثیت محض امریکہ کے ایجنٹ کی رہ گئی ہے۔ ان حالات میں حکومتی اہتمام میں یوم آزادی منانا عوام کو دھوکہ دینے اور خود فریبی کے سوا اور کچھ نہیں۔

تنظیم اسلامی کی مجلس عاملہ نے حکومت سے پرزور اپیل کی ہے کہ وہ انجینئر احسن کو جلد از جلد رہا کرے اور سیف اللہ پراچہ کو ایف بی آئی کی تحویل سے واگزار کروائے۔

معاشرے کو دیکھیں تو ہمیں ان اصولوں کی شدید خلاف ورزی نظر آتی ہے۔ شادی کے عمل کو اس قدر مشکل بنادیا گیا ہے کہ یہ عام آدمی پر بوجھ بن گیا ہے بعض اوقات آدمیوں اور عورتوں کی پوری زندگی شادی کے لئے مطلوبہ رقم اکٹھی کرنے میں لگ جاتی ہے۔ یہ لمبا انتظار لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے غلط کاریوں میں ملوث ہونے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ اسقاط حمل اور مانع حمل ذرائع کی فراہمی نے لوگوں کو ناجائز سرگرمیوں میں مبتلا ہونے کا حوصلہ دیا ہے۔ شراب اور منشیات کا استعمال دن بدن بڑھ رہا ہے۔

اب تو حکومتی سرپرستی میں کچھ آزاد خیال عناصر کی طرف سے منظم کوششیں ہو رہی ہیں کہ جنسی جذبات کو ابھارنے والے لٹریچر کو عام کیا جائے اور فحاشی پھیلانے والی شہوت انگیز فلمیں' موسیقی' ناچ گانے اور گندے اشتہارات پھیلائے جائیں۔ مخلوط محافل اب معمول کی چیز بن گئی ہیں اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو غیر مہذب اور پسماندہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں عورت کا حسن و جمال صرف اُس کے شوہر کے لئے ہے۔ لیکن آج کی عورتوں کا نیم عریاں لباس رسول اللہ ﷺ کے اُس فرمان کی صداقت ظاہر کررہا ہے' جس میں آپؐ نے پیش گوئی کی ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ عورتیں برہنہ پھریں گی حالانکہ انہوں نے لباس پہن رکھا ہوگا۔

یہ چند برائیاں جو مغرب کی نقالی میں ہمارے ہاں پھیل رہی ہیں' ہمارے معاشرتی ڈھانچے کو مسخ کررہی ہیں اور ہماری نوجوان نسل کے ذہنوں کو گندگی اور آوارگی سے آلودہ کررہی ہیں۔

اللہ ہمیں صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے معاشرے کو پروان چڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انتقال پر ملال

☆ مظفر آباد کے رفیق میر مجیب الحسن کے والد میر عزیز الحسن 13 جولائی 2003ء کو قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

☆ گزشتہ دنوں ندائے خلافت کے کارکن جناب سلیم باری کی والدہ انتقال کرگئیں۔

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے کارکن جناب سلیم بیگ کی خوش دامن کا گزشتہ ہفتے انتقال ہوگیا ہے۔

ادارہ ان حضرات کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں بلند درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

رفقاء واحباب سے بھی مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

آیئے داغ دھوڈالیں

تحریر: مرزا ایوب بیگ

اسرائیل کو تسلیم کرنے اور پاکستانی فوج کو عراق بھیجنے کے مسئلہ پر حکومت ابھی تذبذب کا شکار ہے۔ ان دونوں معاملات میں بنیادی اصول اور عوامی جذبات بالکل واضح ہیں۔ اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ نسل کی بنیاد پر قائم ایک ریاست ہے اور علاقے کے اصل مکینوں کو جبراً بے دخل کر کے دنیا بھر سے یہودی درآمد کر کے قائم کی گئی ہے۔ عراق میں پاکستانی فوج کو بھیجنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول کو تسلیم کرتے ہیں اور جارح اور غاصب امریکا کے عراق پر قبضہ کو مستحکم کرنا ہوگا۔ مزید براں یہ کہ ہمیں آزادی کے خواہاں مسلمان عراقی بھائیوں کے خون سے ہاتھ رنگنے ہوں گے۔ پھر یہ کہ اس سے ہمارے اپنے عوام کے جذبات بری طرح کچلے جائیں گے۔ لہٰذا اصول' اخلاق' قانون اور عوامی جذبات کے لحاظ کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستانی فوج کو عراق بھیجنے سے صاف انکار کر دیا جائے اور اسرائیل کو بھی تسلیم نہ کیا جائے۔ اصولوں پر قائم رہنا اور جبر کی قوت کی مزاحمت کرنا کبھی بھی آسان نہیں ہوتا لیکن اس وقت جبر کی جو قوت ہمیں مذکورہ بالا دو امور پر مجبور کر رہی ہے اس کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ معلوم انسانی تاریخ میں اتنی بڑی اور زور آور قوت آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر نہیں پائی گئی۔ اس خوفناک قوت نے اپنی طاقت کی نمائش کے لئے جن اقوام کو اپنا دشمن بنایا ہے ان کا المیہ یہ ہے کہ اس قوت کو شکست دینا تو بہت دور کی بات ہے اس تک ان کی رسائی انتہائی مشکل ہو گئی ہے' کیونکہ سائنسی علوم اور حساس ٹیکنالوجی میں انتہائی ترقی یافتہ ہونے کے بدولت اس قوت نے اپنے گرد ایسا زبردست دفاعی حصار قائم کر لیا ہے اور دشمن پر اتنے زیادہ فاصلے سے حملہ آور ہوتی ہے کہ دشمن بے چارہ جان بھی نہیں پاتا کہ اس پر کہاں سے حملہ ہوا ہے لہٰذا انتہائی دلیر اور جانباز ہونے کے باوجود بے بس ہے کہ جوابی حملہ کہاں اور کیسے کرے۔ پھر یہ کہ تمام شیطانی قوتوں کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ جبر کی یہ ہمالائی قوت امریکا ہے۔ اسرائیل اور بھارت اس کے اتحادی ہیں۔ روس اپنی غربت اور کمزوری کی وجہ سے اس کا ساتھ دینے پر مجبور ہے۔ برطانیہ اس کا دم چھلہ ہے اور ان سب نے امت مسلمہ کو اپنے جبر اور قہر کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ دشمن کی اس فہرست میں پاکستان سرفہرست ہے کیونکہ اپنی غربت اور ضعف کے باوجود واحد اسلامی ملک ہے جو ایٹمی صلاحیت کا حامل ہے۔ اس پس منظر میں اور ان زمینی حقائق کی موجودگی میں امریکا کا انکار کر دینا کہ ہم عراق میں پاکستانی افواج نہیں بھیج سکتے۔ یقیناً آسان نہیں۔ امریکا اپنے مفادات اور مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کیسے کیسے غیر قانونی' غیر اخلاقی اور ظالمانہ طریقے اختیار کرتا ہے اس کا تجربہ افغانستان اور عراق پر حملہ سے ہو چکا ہے۔ اس لئے کسی منطق یا دلیل سے امریکا کو روکا نہیں جا سکتا۔ امریکا عملی طور پر پیش رفت چاہتا تھا لیکن جب بعض داخلی وجوہات کی بنیاد پر کوئی عملی پیش رفت نہ ہو سکی تو پاکستان کو اپنا اتحادی قرار دینے والا امریکا اور صدر مشرف کی تحسین میں دن رات گیت گانے والے بش نے بعض ایسے اقدامات کئے جنہیں بڑی آسانی سے پاکستان دشمن قرار دیا جا سکتا ہے مثلاً مرتبہ امریکی حکومت نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ بھارت کو حق حاصل ہے کہ وہ کنٹرول لائن پر باڑ لگائے حالانکہ باڑ لگانے والے مسئلہ پر مشرق وسطی میں امریکا اپنے بغل بچہ اسرائیل کی بھی مخالفت کر رہا ہے لیکن اپنے اس متضاد رویئے پر امریکا کا کہنا ہے کہ دونوں علاقوں کے حالات مختلف ہیں۔ کشمیر میں کنٹرول لائن پر باڑ لگانے کا بھارت کو حق ہے جب کہ اسرائیل کو فلسطینیوں کا داخلہ روکنے کے لئے باڑ نہیں لگانا چاہئے۔ پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لئے دوسرا حربہ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ شوشہ چھوڑ دیا ہے کہ 11 ستمبر کے حادثے کے لئے القاعدہ کو جو رقم ادا کی گئی تھی کہ وہ پاکستان میں ان کے اکاؤنٹ سے ادا کی گئی تھی یعنی 11 ستمبر سے پاکستان کا لنک جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تیسرا اہم انکشاف یہ کیا گیا ہے کہ پاکستان نے ایران کو ایٹمی ٹیکنالوجی منتقل کی ہے کہ اور اس مقصد کیلئے ڈاکٹر عبدالقدیر خان ایران گئے تھے جبکہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے واضح کیا ہے کہ وہ کبھی ایران نہیں گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ افغان مسئلہ پر یوٹرن لے کر ہم نے اصول اور اخلاق کو بیچ کر قوت کا سہارا لینے کی کوشش کی اب ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ڈھلوان سے پھسل رہے ہیں یہ شیطانی قوت ہمیں دھکیل رہی ہے اور پسپا ہونے پر مجبور کر رہی ہے۔ ڈھلوان پر پھسلنے سے خود کو روکنے اور ایک مرتبہ پھر بلندی کی طرف چڑھنے کا عزم انتہائی مشکل کام ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ یہ سمجھنا کہ اتنا مزید پھسل جائیں' اتنا مزید پیچھے ہٹ جائیں تو یہ شیطانی قوت مطمئن ہو جائے گی اور ہمیں زندہ رہنے کا موقع مل جائے گا' بہت بڑی نادانی اور تاریخ سے ناواقفیت ہوگی۔ سیلاب کی مخالف سمت میں تیرنا اور بلندی کی طرف چڑھنا کبھی آسان نہیں ہوتا لیکن حوصلہ مند اور پُرعزم انسان کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا ناممکن ہوتا ہے۔ ہماری حکومت ایک مرتبہ طے کر لے کہ اسے امت مسلمہ اور پاکستان کے مفاد کے لئے ڈٹ جانا ہے اور وہ امریکی قوت حاصل کرنے کی بجائے اپنے عوام پر انحصار کرے۔ ان پر اعتماد کریں' ان کے جذبات کا خیال رکھے' سیاسی سطح پر فیئر گیم کرے۔ سماجی اور معاشی سطح پر عوام کو ریلیف دے تو امریکا اپنے ناپاک منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یاد رہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے سے یا عراق میں امریکیوں کی مدد کے لئے فوج بھیجنے سے وقتی فوائد حاصل ہو جائیں گے لیکن ہم اُمت مسلمہ کے غدار ٹھہریں گے۔ ہم برصغیر کے مسلمانوں پر تو ابھی یہ داغ بھی نہیں دھویا جا سکا کہ ہم نے حرم میں کافر کے حکم سے گولیاں برسائیں۔ خون مسلم کی حرمت بھی خانہ کعبہ سے کمتر نہیں۔ ہمارا موقف یہ ہونا چاہئے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنا اور عراق میں اپنی فوج بھیجنا مثلاً پہلی چونکہ ظالم کی مدد کرنے کے مترادف ہے اور اصولی طور پر غلط ہے لہٰذا ہم کسی صورت میں بھی ایسا نہیں کریں گے۔ چاہے یہ سب کچھ امریکا کے زیر کمان ہو یا اقوام متحدہ کے کیونکہ ہماری رائے میں اقوام متحدہ کی حیثیت امریکی کنیز کی سی ہے۔ وگرنہ اسے بغیر اجازت عراق پر حملہ کرنے پر امریکا کے خلاف ایکشن لینا چاہئے تھا۔ اب اقوام متحدہ کس منہ سے یہ مطالبہ کر سکتی ہے۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو ہم اس بے اصولی پر اس کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہم افغانستان میں امریکا کا ساتھ دے کر جو روسیاہ ہوئے تھے اس داغ کو ہمیں لازماً دھونا ہوگا۔

اسرائیل کا اصلی چہرہ

جناب عابد اللہ جان کا حقائق و واقعات پر مبنی ایک چشم کشا مضمون

مسلمانوں میں ایک خاص طبقہ مسلسل اس بات کا انکار کر رہا ہے کہ امریکہ کی ''دہشت گردوں کے خلاف جنگ'' درحقیقت پرانی صلیبی جنگ کا نئے سرے سے نئی طاقت کے ساتھ آغاز ہے۔ اگرچہ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو اس روز افزوں جنگ سے متاثر نہ ہو رہا ہو لیکن یہاں ہم صرف ان نام نہاد دانشوروں کے حوالہ سے بات کرنا چاہتے ہیں جو امریکی مفادات کو تقویت دینے میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ زرخرید دانش ور خدمات کی بجا آوری میں کرایہ کے سپاہیوں سے آگے ہیں مگر معاوضہ میں اتنا بھی نہیں جو جنرل مشرف حاصل کر پائے ہیں۔

اس ضمن میں جناب حسین حقانی کا ''دی نیشن'' کے ۲۳ رجولائی ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں شائع ہونے والا مضمون بطور مثال پیش ہے جو ہوبہو امریکی تھنک ٹینکس (think tanks)' سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ بلکہ خود وائٹ ہاؤس کے تیار کردہ ریسرچ پیپرز کی نقل دکھائی دیتا ہے۔ ایک عام قاری بھی اس طرح کی حرکات کے پس پردہ مقاصد کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ مضمون میں پاکستان کی بہتری کے خوشنما الفاظ کے پردہ میں امریکی صیہونیوں کی خوشنودی کے حصول کی کوشش صاف جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔

جنرل مشرف جو موقع پرستی میں اپنی مثال آپ ہیں' چونکہ صیہونی طاقت سے آگاہ تھے لہٰذا اپنے حالیہ امریکی دورہ میں انہوں نے درپردہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا وعدہ کر کے جو سبقت حاصل کی ہے اس پر زرخرید دانشور مشرف کو رد کرنے اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کا اپنا فارمولا پیش کرنے میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ حالانکہ جنرل مشرف کی وردی پر اعتراض سے قطع نظر' اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بارے میں ان کے اور جنرل مشرف کے موقف میں رتی بھر فرق نہیں۔ دونوں اس پر متفق ہیں کہ ''اسرائیل ایک حقیقت ہے اور نظریہ کو ایک طرف رکھتے ہوئے اسے تسلیم کر لینا پاکستان کے مفاد میں ہے''۔ دونوں یہ سمجھتے ہیں کہ ''تھوڑا انتظار کر لینا بہتر ہے تا کہ عالم عرب کے ساتھ مل کر اسے تسلیم کریں''۔ دونوں کا کہنا ہے کہ مذہبی عناصر پاکستانی عوام پر زبردستی نظریاتی حدود و قیود لاگو کرنا چاہتے ہیں' دونوں کا اصرار ہے کہ ''پاکستان جمہوری ملک کی حیثیت سے تیزی سے ترقی اور کامیابی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ رہا مذہب کا معاملہ' تو اسے لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے چہ جائے کہ متضاد مذہبی تصورات کو عملی جامہ پہنانے میں وقت ضائع کیا جائے۔

جنرل مشرف پر تنقید' محض برائے تنقید ہے تا کہ بوقت ضرورت کام آئے۔ اس پر مستزاد' ۱۲۰۰ الفاظ پر مشتمل یہ ایک ایسا بم ہے جو پاکستان میں اسلامی مخالف تصور (anti semitism) کو متعارف کرانے کے لئے پھینکا گیا ہے۔ انہوں نے بڑے موقع پرست کا پتا یہ کہہ کر کاٹنے کی کوشش کی ہے کہ ''پرتشدد نظریات کا' جن میں سامی مخالفت اور فرقہ واریت شامل ہے' قلع قمع کر کے ایک روادار معاشرہ قائم کرنے کی راہ ہموار کی جائے''۔

اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حق میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ یہ ایک ''حقیقت'' ہے اور یہ ''پاکستان کے مفاد میں ہے کہ نظریہ سے قطع نظر حقیقت کو تسلیم کیا جائے''۔ پیشتر اس کے کہ اسرائیل کی حقیقت کے پس پردہ حقائق کا ذکر کریں' فرض کریں اسرائیل ایک حقیقت ہے اور اگر نظریہ کو پس پشت ڈالنے کا یہی معیار ہے تو پھر اس کے علاوہ دیگر کئی حقائق بھی تسلیم کرنے ہوں گے۔ مثال کے طور پر احکام عشرہ (Ten Commandments) اور مذہبی تعلیم کا ممنوع قرار دینا ایک حقیقت ہے' ہمیں تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم نہیں دینی چاہئے۔ سیاسی معاملات میں خدا کا نام لینا غلط بات ہے جو کہ ایک حقیقت ہے' چنانچہ سیاسی فضا کو تشدد سے پاک کرنے کے لئے ہمیں اس پر عمل کرنا چاہئے۔ متبادل طرز زندگی ایک حقیقت ہے لہٰذا ہم جنس پرستی' شادی کے بغیر جنسی تعلقات اور بچوں کی پیدائش وغیرہ تسلیم کر لینا چاہئے کیونکہ ترقی یافتہ زندگی کے یہ مسلمہ حقائق ہیں۔ انہیں اختیار کئے بغیر ہم جدید تقاضے پورے نہیں کر سکتے۔

اس کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ تمہارا کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ''قوموں اور ملکوں کو تسلیم کرنے کا تعلق بین الاقوامی قانون سے ہے'' لہٰذا اس میں ''سیاسی یا مذہبی جذبات کو آڑے نہیں آنا چاہئے''۔ لیکن کیا آپ بتائیں گے کہ کہاں گئیں اقوام متحدہ کی وہ قراردادیں' جن میں اسرائیل سے ایک ذمہ دار ملک کی طرح رہنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ بیچارے طالبان نے کون سا جرم کیا تھا' جس کی پاداش میں انہیں پورے عرصہ میں تسلیم نہ کیا گیا۔ اگر وہ ''وحشی ڈاکو'' تھے جنہیں انسانی حقوق کی کوئی پرواہ نہ تھی تو کیا اسرائیل کا قیام نسل پرستی کی بنیاد پر عمل میں نہیں آیا؟ یہ کہنا بے معنی ہے کہ مسلمان ممالک کے ''اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے سے اس کی ملکی حیثیت کم نہیں ہو جائے گی''۔ بات یہ نہیں ہے' اصل مسئلہ جواز کا ہے۔ جس اصول کے تحت جنوبی افریقہ کی ناجائز حکومت کو تسلیم کرنا غلط تھا اسی کے تحت اسرائیل کی نسل پرست ظالم حکومت کو تسلیم کرنا بھی غلط ہے۔ اسلام کو خواہ مخواہ درمیان میں لا کر اسے قربانی کا بکرا نہیں بنانا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ اسرائیلی ریاست کے پس پردہ حقائق پر بھی نظر ڈالیں۔ اسرائیل کو تسلیم نہ کرنا حقیقت سے روگردانی نہیں' بلکہ ''مغرب کی ناجائز اولاد'' کو جائز ماننے سے انکار ہے۔ اگر پوری دنیا بھی اسرائیل کو تسلیم کر لے تب بھی وہ ناجائز کا ناجائز ہی رہے گا۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا ایسا ہی ہے جیسے حرامی بچے کو شریف اور پیرزادہ قرار دینا۔ اسرائیل دنیا کا واحد ملک ہے جو نسل پرستی کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ ۲۰۰۱ء میں ڈربن میں منعقدہ عالمی کانفرنس میں پوری دنیا نے اسرائیلی نسل پرستی کی مذمت کی تھی' ماسوائے امریکہ بہادر اور اسرائیل کے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسرائیلی ریاست کے پس پردہ حقائق اس کی اصلیت کو غیر حقیقی اور مصنوعی بنا دیتے ہیں' خواہ پوری دنیا اسے تسلیم کر لے۔ سب سے بڑی حقیقت جو تسلیم کرنے کی ہے' یہ ہے کہ اسرائیل نسل پرستی کے سوا قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ اکثر اسرائیلی یہ مانتے ہیں کہ مقبوضہ علاقے اسرائیل میں ضم کرنے سے یہودی ریاست اور جمہوریت باقی نہیں رہے گی کیونکہ فلسطینیوں کے شامل ہونے سے آبادی کا تناسب فلسطینیوں کے حق میں ہو جائے گا۔ ایک انتہائی اہم اور بااثر امریکی جریدہ 'دی وال سٹریٹ جرنل' (The Wall Street Journal) کا خیال ہے کہ فلسطینی مہاجرین کو ''واپسی کا حق'' دیا گیا تو اس کے نتیجے میں یہودی ریاست کی آبادی کا تناسب درہم برہم ہو جائے گا۔ انہی خیالات کا اظہار جب آسٹروی لیڈر جارج ہیڈر (Jorge Haider) نے اپنے ملک کے حوالہ سے کیا تو امریکہ اور یورپ کے میڈیا نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور ان کے نسل پرستانہ خیالات کی پرزور مذمت کی گئی۔

اسرائیل کو تسلیم کرنا اور نازی ازم کو قبول کرنا ایک برابر ہے کیونکہ ان دونوں میں نمایاں مشابہت ہے۔ جرمنی میں ۱۹۳۳ء میں رونما ہونے والے نازی انقلاب کو عالمی جیوش کانگرس کے ایک سابق نائب صدر Joachim

Prinz نے ۱۹۳۴ء میں خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ "صرف وہی ملک عزت اور احترام کا باعث بن سکتا ہے جو قوم اور نسل کی پاکیزگی کے اصولوں پر قائم ہو...... یہودی اسی اصول کے قائل ہیں"۔ کیا آج بھی ان کا یہی اصول نہیں ہے؟ صیہونیت کا سیاسی فلسفہ شدت کے ساتھ عدم مساوات پر مبنی ہے۔ اسرائیل کی سپریم کورٹ کے ایک سابق رکن Haim Cohen نے اسرائیلیوں اور فلسطینیوں پر لاگو الگ الگ قوانین کو نازی جرمنی کے "نیور مبرگ قوانین" کے مشابہ قرار دیتے ہوئے کہا تھا"......

قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ جو حیاتیاتی (Biological) اور نسل پرستانہ (Racist) قوانین نازیوں نے مشہور کئے تھے اور جنہیں بدنام زمانہ نیورمبرگ قوانین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' وہی قوانین اسرائیل میں یہودیت کی بنیاد قرار دیئے گئے ہیں"۔

صیہونی سیاسی مفکر Moses Hess کے الفاظ میں "یہودی کوئی مذہبی گروہ نہیں' بلکہ ایک الگ قوم ایک خاص نسل ہیں۔ اگر کوئی یہودی اس کا انکار کرتا ہے تو وہ نہ صرف مرتد اور مذہب کا باغی ہے بلکہ اپنے عوام' قبیلہ اور نسل کا دشمن ہے۔ اسرائیلی اور امریکی سائنس دان یہ ثابت کرنے میں مصروف ہیں کہ یہودی باقی دنیا سے الگ ایک نسل ہیں۔ اس کا مقصد یہودیوں اور غیر یہودیوں کے درمیان دائمی تفریق پیدا کرنا ہے۔ بفرض محال اگر یہ جرم کسی دوسرے ملک سے سرزد ہو' مثال کے طور پر یہ معلوم ہو کہ مسلمان سائنسدان مسلموں کا غیر مسلموں پر امتیاز تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ اس کے مطابق غیر مسلموں کے ساتھ سلوک کیا جائے تو صیہونی اور ان کے غیر یہودی ہمنوا انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا کر دم لیں۔

اس سائنسی مطالعہ کا عملی نتیجہ یہ ہے کہ اسرائیل کے اندر کوئی غیر یہودی رہائش پذیر نہیں ہو سکتا۔ اس حوالہ سے نازی پارٹی کے ۲۵ مئی ۱۹۲۰ء کے پروگرام کا چوتھا نکتہ ملاحظہ ہو: "دوسری کسی قوم کا فرد اس ریاست کا شہری نہیں بن سکتا' خواہ وہ ہم مذہب ہی کیوں نہ ہو۔ جرمن نسل کے علاوہ کسی کو حق شہریت حاصل نہیں۔" گویا صرف جرمن نسل کا فرد ہی نازی جرمنی کا شہری ہو سکتا تھا۔ کیا یہ حقیقت اسرائیل کی نسل پرستانہ ریاست کا اصل چہرہ سامنے لانے کے لئے ناکافی ہے؟

یوری ڈیوس (Uri Davis) کے الفاظ میں اسرائیل کی نسل پرستانہ پالیسیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دنیا کے سامنے اسرائیل کو ایک جدید جمہوری ملک کے طور پر پیش کرنا ضروری تھا۔ اس مقصد کے لئے ایک ایسا دو رُخا قانونی ڈھانچہ وضع کیا گیا ہے جو نسلی امتیاز اور عدم مساوات کی پالیسیوں پر پردہ ڈالے رکھے۔ اسرائیل اور جنوبی افریقہ کی نسل پرستی کو اجاگر کرنے کے لئے ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ ان دونوں ممالک میں نسل پرستی کو قانونی شکل دینے کا جو یکساں نظام ترتیب دیا گیا ہے علمی حلقے اس سے بخوبی آگاہ ہیں' یہ الگ بات ہے کہ میڈیا کا اہم حصہ' امن پسند طبقہ یا کانگریس کے ایوان میں اس کا تذکرہ سننے میں نہیں آتا۔ کانگرس کے سابق رکن George W. Crockett نے ۱۹۸۵ء میں کہا تھا کہ کانگریس کے اندر ہم جنوبی افریقہ کے جابرانہ ہتھکنڈوں کے خلاف تو بڑے زور وشور سے باتیں کرتے ہیں لیکن اسرائیل نے عرب علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں فلسطینیوں پر ظلم وستم کا جو بازار گرم کر رکھا ہے اس سے یکسر آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ رانڈ (Rand) ڈیلی میل (جو ہانسبرگ سے شائع ہونے والا روزنامہ جس نے ہمیشہ جنوبی افریقہ کی جابرانہ حکومت کے خلاف جہاد کیا) کے سابق چیف ایڈیٹر Raymond Lauw اس حقیقت کو یہ کہہ کر مزید واضح کرتے ہیں کہ اسرائیلی مقبوضہ علاقوں میں صورت حال جنوبی افریقہ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تشویش ناک ہے اس لئے کہ جنوبی افریقہ میں مقامی کالے باشندوں کو کم از کم رہنے کا حق تو حاصل ہے جبکہ اسرائیلی حکومت کے پیش نظر فلسطینیوں کو ان کے علاقوں سے نکال باہر کرنا ہے۔

چنانچہ مسلمانوں' خصوصاً پاکستانیوں کو یہ الزام دینا صحیح نہیں ہے کہ وہ محض مذہبی بنیاد پر اسرائیل کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا حقائق کے علاوہ اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کی بعض دیگر وجوہات یہ ہیں:

۱) نہ صرف یہ کہ اسرائیل کا قیام نسل کی بنیاد پر عمل میں آیا ہے' اس نے دہشت گردی اور قتل وغارت کے ذریعہ سات لاکھ مردوں' عورتوں اور بچوں کو اس لئے نکال باہر کیا تا کہ ان کے گھروں' کھیتوں اور باغات پر غاصبانہ قبضہ جمایا جائے۔ ان واقعات میں ڈیریاسن (Deir Yassin) میں ۲۵۴ فلسطینیوں کو بے دردی سے قتل کرنا شامل ہے' یہاں تک کہ ظالم یہودیوں نے حاملہ عورتوں کو ان کے پیٹ چاک کر کے ہلاک کیا۔ سابق اسرائیلی وزیر اعظم مناکم بیگن (Menachem Begin) نے جو اس وحشیانہ قتل عام میں شامل تھا' ڈیریاسن کی دہشت گردانہ کارروائی کو "فتح" سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اس کے بغیر اسرائیلی ریاست قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ اس کا کہنا تھا The Haganah دوسرے محاذوں پر دلیرانہ حملے کر رہی تھی......اور عرب دہشت کے عالم میں "ڈیریاسن" پکارتے ہوئے بھاگ رہے تھے"۔

۲) صیہونی مغربی کنارے کو اسرائیل کا حصہ بنانا چاہتے ہیں' لیکن فلسطینیوں کا وہاں سے صفایا کرنے کے بعد۔ اسی لئے تو وہ پہلے سے نکالے گئے فلسطینیوں کی واپسی پر راضی نہیں ہوئے تا کہ یہودی وہاں اقلیت میں نہ ہو جائیں۔ امریکی عوام اور میڈیا اسے جائز سمجھتا ہے۔

۳) جہاں تک پاکستان میں مبینہ سامی مخالف جذبات کا تعلق ہے' پاکستانیوں کی یہودیوں سے نفرت کی کوئی وجہ نہیں ہے' نفرت اگر ہے تو صیہونیوں کی فلاسفی اور ان کی کارروائیوں کے خلاف ہے ورنہ سامی نسل سے تعلق تو اس پورے خطے کے لوگوں کا ہے' تنہا یہودی سامی النسل نہیں ہیں۔ مزید برآں Arthur Koestler کی رو سے ۹۰ فیصد یورپی یہودی اشکنازی (Ashkenazi) ہیں جو کاکیشیا کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے بعد میں یہودیت اختیار کر لی تھی۔ گویا سفارڈی (Sefardic) یہودی' جو ہی اسرائیلی کہلانے کے حق دار ہیں' کل یہودیوں کا دس فیصد بھی نہیں (آرتھر کی کتاب The Thirteenth Tribe ملاحظہ ہو)۔

مختصراً یہ ہیں وہ حقائق جن کی بنا پر پاکستان کو چاہئے کہ وہ اسرائیل کے نقلی چہرہ سے دھوکہ نہ کھائے۔ بدقسمتی سے مسلمان دانش وروں کا کام کرائے کے سپاہیوں کا رہ گیا ہے' اصل حقائق کیا ہیں' ان سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ بہر حال اکا دکا ایسے لوگ بھی ہیں جن کی نگاہیں دھوکہ نہیں کھاتیں۔ مغربی میڈیا خوشنما پردوں کی تہ میں جو زہر پھیلا رہا ہے وہ جرمن نازی ازم سے کہیں بدتر ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس گھناؤنی سازش کا پردہ چاک کرنے والے بھی غیر مسلم ہیں' ہمارا کام تو بس مغرب کی اندھادھند تقلید رہ گیا ہے۔ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔ دیانت' امانت' سچائی وغیرہ جیسے اوصاف غیر مسلموں کے لئے ہیں' ہمارے لئے نہیں۔

[illegible]

☆ ستارے آسمان کا زیور ہیں اور تعلیم یافتہ انسان زمین کی زینت۔
☆ طلب علم صلوٰۃ نوافل سے افضل ہے۔
☆ شجر علم کو اشک ہائے چشم سے سیراب کرو۔
☆ عالم بے عمل گدھ کی مانند ہے جو آسمان پر اڑتا ہے مگر زمین پر مردار کھاتا ہے۔
☆ جو شخص محض دنیا کے لئے علم سیکھتا ہے علم اس کے دل میں جگہ نہیں پکڑتا۔
☆ جس آدمی میں علم نہیں وہ آدمی نہیں جانور ہے۔

سید احمدؒ اور شاہ اسماعیلؒ کا اسلوبِ کار

تحریر : سید قاسم محمود

1818ء سے لے کر اعلانِ جہاد تک تقریباً آٹھ سال کا عرصہ سید احمد اور اُن کے رفقاء نے دعوت و تبلیغ اور تحریک و تنظیم میں گزارا' لیکن یہ اس کے باوجود یہ عرصہ دو قابلِ ذکر ادوار پر مشتمل ہے۔

ایک دور 1818ء سے لے کر 1823ء تک کا ہے اور یہ حج پر جانے سے پہلے کا دور ہے۔ اس میں پوری توجہ عقائد کی اصلاح کی طرف مرکوز رہی ہے۔ پورا عرصہ ملک گیر دوروں کے لئے سفر میں گزرا' جگہ جگہ جلسوں کا انعقاد' تنظیم اور بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔ تنظیم کا یہ دور ہماری سیاسی زندگی میں اس قدر رچ بس گیا ہے کہ مجلس احرار ہو یا جمعیت العلمائے ہند' یا کوئی اور جماعت' جس میں علماء اور مولوی شریک رہے ہیں' ان کا اسلوب کار یہی رہا ہے اور تو اور وہ سیاسی زعماء بھی' جو عالم دین نہ تھے' انہوں نے اپنی تحریکوں کے لئے یہی اسلوب اپنایا اور اس سے آگے ایک قدم نہ اٹھایا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اسلوب کوئی شعوری طور پر اپنایا گیا تھا' بلکہ یہ ہماری زندگی کی ایک روایت بن گیا تھا کہ پیر اور عالم اپنے مریدوں کو لے کر قریہ قریہ' گاؤں گاؤں گھومتا ہے۔ وہاں اپنے مریدوں کے ہاں ٹھہرتا ہے' جلسے کرتا ہے۔ انفرادی طور پر بھی توجہ دیتا ہے اور اجتماعی طور پر بھی اپنا پیغام سناتا ہے۔ اس گاؤں یا قصبے کے وہ لوگ جو پیر' مرشد یا عالم کی شخصیت اور تعلیمات سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور اُن میں عمل کا جذبہ بیدار ہوتا ہے' وہ آگے بڑھ کر بیعت کر لیتے ہیں۔ یہ بیعت اس بات کا اعلان ہوتا تھا کہ بیعت کرنے والے نے اپنے مرشد کا مسلک قبول کر لیا ہے اور جزئیات کی حد تک اس مسلک کی پیروی کرے گا۔ بعد میں جب سیاسی بیداری آئی اور مقاصد سیاسی قرار پائے' تو بیعت نے جماعتوں کی رُکنیت کے فارم کی شکل اختیار کر لی' لیکن مسلمانوں میں حقیقتاً بہت دنوں تک جماعتی رُکنیت بھی اس بیعت اور دعوت و تبلیغ کے پرانے اسلوب پر قائم رہی' ہماری سیاسی تحریکوں کے اسلوب اور کردار کے بارے میں آج تک کسی نے پوری دل جمعی کے ساتھ تجزیہ ہی نہیں کیا' حالانکہ یہ تجزیہ بذاتِ خود بہت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز ثابت ہو سکتا ہے۔

سیّد احمد اور شاہ اسماعیل کا اسلوبِ کار

سیّد احمد اور شاہ اسماعیل نے جب تحریک کا آغاز کیا تو اُن کے پیش نظر ایک دینی تحریک کا احیاء تھا۔ ان کا مقصد سیاسی اقتدار کا حصول نہ تھا' بلکہ اصلی مقصد دین کا احیاء تھا' لیکن سیاسی اقتدار دین کے لئے اہم ذریعہ تھا اور شاہ ولی اللہ کے فکر نے انہیں یہی سکھایا تھا کہ خود دین کے اصولوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسی پائیدار حکومت قائم ہو جو اِن اصولوں پر عمل درآمد کے ذریعے انسانوں کے اضطراب اور بے چینی کا ازالہ کر سکے' اسی لئے اس تحریک کی پہلی منزل عوام میں عقائد کی اصلاح کرنا تھا۔ عقائد کی اصلاح کے لئے اپنی زندگیوں کو اُن عقائد کا عملی نمونہ بنانا تھا' تاکہ یہ نمونہ ان پڑھ اور جاہل مسلمانوں کے اندر خود بخود ولولہ اور جذبۂ عمل پیدا کر دے۔ صرف قائدین کی زندگیاں ہی خود ایک پیغامِ مجسم ہوں' ایک مثالِ روشن ہوں' ایک نشانِ متحرک ہوں جس کی پیروی کی جا سکے' بالکل اُسی طرح جس طرح اسلام کے ابتدائی دنوں میں رسولِ کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیاں مشعلِ راہ کا کام دیتی ہیں۔ فقط اسی مشعل نے دنیا کے اکثر خطوں کو منور کیا اور اسلام کا پرچم گاڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اس تحریک کے رہنماؤں نے اگر اپنے مریدوں سے یہ کہا کہ اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جائے تو وہ دوسری شادی کر لے اور (ہندوؤں کی طرح) بیوگی کی زندگی بسر نہ کرے' تو سب سے پہلے اس تعلیم کو اپنے اوپر لازم کیا اور خود اس کا نمونہ پیش کیا۔ اس قسم کے اقدام ان تمام تحریکوں کے لئے بنیادی ہوتے ہیں جو دینی ہوں اور جن کے قائدین نے سیاسی تبدیلیوں کا دعویٰ نہیں' بلکہ معاشرتی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہو۔ اُنیسویں صدی کے آغاز میں جو حالات تھے اس وقت تمام سیاسی تبدیلیوں کے باوجود کوئی ایسی عوامی تحریک جنم نہیں لے سکتی تھی جس کا انحصار اور بنیاد دینی اصلاح پر نہ ہو اور جو مذہبی تحریک نہ کہلائے۔ آل انڈیا مسلم لیگ پہلی سیاسی تحریک تھی۔ دینی تحریکوں کا سلسلہ صرف مسلمانوں ہی میں شروع نہیں ہوا' بلکہ خود ہندوؤں میں بھی سیاسی تبدیلیوں کے ساتھ سیاسی نہیں' بلکہ مذہبی تحریکیں ہی اُبھریں۔ ان ہی کے ذریعے سیاسی شعور بیدار ہوا۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں مذہبی دعوت و تبلیغ کے لئے ذاتی کردار اور نجی زندگی کی مثالیں اہم قرار پاتی ہیں۔

نجی زندگی کی مثالیں

یہی ضرورت تھی جس کے تحت سید احمد نے خود اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کیا اور اس طرح مسلمانوں میں نکاحِ بیوگان کی مہم کا آغاز کیا۔ اس مہم کے بارے میں مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں: ''سید صاحب نے احیائے سنت کے جو ممتاز کارنامے انجام دیئے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے گھر سے نکاح بیوگان کا آغاز کیا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ میل جول میں جو معیوب اور سراسر غیر شرعی رسمیں اختیار کر لی تھیں' اُن میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ کسی خاتون کا شوہر فوت ہو جاتا ہے تو ضرورت کے باوجود دوسرا نکاح نہ کرتی' بلکہ ایسے نکاح کو نجات اور شرافت کے منافی سمجھا جاتا۔ خصوصاً اونچے گھرانوں میں تو اِس کا تصور بھی موجب ننگ تھا۔ اکبر اور جہانگیر کے زمانے تک مسلمانوں میں یہ بُری رسم نہ تھی۔ خود اکبر نے بیرم خان کی بیوہ سلمہ سلطان بیگم سے نکاح کیا جو بادشاہ کی عم زاد بہن تھی۔ سلمہ سلطان بیگم زندگی کی آخری سانس تک شاہی محل کی ممتاز ترین ہستی سمجھی جاتی رہیں۔ جہانگیر نے نور جہاں سے بیوگی کی حالت ہی میں شادی کی تھی۔ اس وقت نور جہاں کی عمر کم و بیش چونتیس برس تھی''۔

یہ بُری رسم مسلمانوں میں بعد میں رواج پائی۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ جو ہندو اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے' وہ اپنی پوری رسموں پر بھی قائم رہے اور اِن میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کو بری نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ اُن خاندانوں میں بھی یہ رسم جڑ پکڑ گئی جو ظہورِ اسلام کے وقت سے چلے آتے تھے۔

سیّد صاحب کے منجھلے بھائی سید محمد اسحاق کی بیوہ جوان تھیں۔ اُن کا صرف ایک بچہ تھا جس کی عمر بمشکل چھ سات برس ہوگی۔ سید صاحب نکاح بیوگان کا اجراء چاہتے تھے۔ احیائے سنت اور تجدید شیوۂ اسلامیت کے سلسلے میں وعظ و تبلیغ سے بڑھ کر فائدہ عملی اقدام سے پہنچ سکتا تھا۔ اس بنا پر خود ہی اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کے لئے تیار ہو گئے۔ اُسی زمانے کی ایک روایت ہے کہ سید احمد نے ایک خواب دیکھا جس میں ایک بوجھل اور بہت وزنی لکڑیوں کا گٹھا زمین پر پڑا ہے اور ایک ہجوم ہے جو اُس کو اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے' لیکن کوئی اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اس موقع پر آپ کی بھاوج بھی موجود ہیں۔ سید احمد نے اُن کو اپنے ساتھ گٹھے کو اٹھانے کے لئے راضی کر لیا اور سید احمد اور سید اسحاق دونوں مل کر اس گٹھے کو اٹھانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس خواب کے بعد آپ نے اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کا ارادہ پختہ کر لیا۔

بیوہ بھاوج سے شادی

اس شادی کے سلسلے میں سیّد احمد کو اپنے خاندان

والوں اور خود اپنی بھاوج کو قائل کرنا پڑا اور دعوت و تبلیغ کا سلسلہ خود اپنے خاندان سے شروع ہوا۔ اپنے گھر میں بیوی کے ہوتے ہوئے اپنی بھاوج کو نکاح ثانی کے لئے مجبور کیا۔ وہ اس کے لئے راضی نہ تھیں' لیکن جب انہیں احیائے سنت کی دلیل دی گئی تو وہ تیار ہوئیں۔ لیکن سید صاحب سے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ اُن کی اجازت کے بغیر کسی اور عورت کو نکاح میں نہ لائیں گے۔ چنانچہ سید صاحب نے یہ وعدہ کیا اور پوری زندگی اس پر کاربند رہے۔ جہاد کے دوران جب تیسرا نکاح کرنا چاہا تو اُس وقت تک نکاح نہیں پڑھا گیا' جب تک کہ اُن سے تحریری اجازت حاصل نہیں کر لی۔

سید صاحب نے اپنی اِس نکاح کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی اور خود اپنی نئی بیوی سیدہ ولیہ سے کہا کہ وہ اپنے نکاح کی شیرینی خود اپنے ہاتھ سے تقسیم کریں اور اعلان کریں کہ یہ اُن کے دوسرے نکاح کی مٹھائی ہے' تا کہ عام عورتوں میں نکاح ثانی کے سلسلے میں جو نفرت کا جذبہ موجود ہے' وہ دُور ہو جائے۔ صرف یہی نہیں بلکہ سید احمد کے ایماء پر شاہ اسماعیل نے تمام مریدوں کو خطوط لکھے جن میں اس نکاح کی اطلاع دی گئی۔ اس طرح ان علاقوں میں یہ نکاح بیوگان کی مہم چل نکلی۔ اسی سلسلے میں خود شاہ اسماعیل نے بھی ایک مثال قائم کی۔ یہ اُن کی بڑی بہن رقیہ کی طرف سے پیش کی گئی۔ شاہ اسماعیل کی بہن کی عمر پچاس سال سے اوپر تھی۔ اُن کو بیوہ ہوئے بھی خاصا وقت گزر چکا تھا۔ وہ سن یاس کو پہنچ چکی تھیں۔ نکاح ثانی کی کوئی حاجت بھی نہ رہی تھی' لیکن شاہ صاحب نے صرف مثال قائم کرنے کے لئے بڑی بہن کو نکاحِ ثانی پر راضی کر لیا اور مولانا عبدالحیٔ کے ساتھ اُن کا نکاح ثانی پڑھوایا گیا۔

اصلاحِ عقائد میں شمشیرِ برہنہ

تحریکوں کے لئے جس جنون کی ضرورت ہوتی ہے' اس تحریک کے قائدین میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ بدعات اور پیر پرستی کے خلاف ہندوستان میں غالباً پہلی تحریک تھی جس نے عوام میں جا کر ان بدعات کو ختم کرنے اور اُن کے خلاف فضا پیدا کرنے کی ابتدا کی اور اس سلسلے میں بادشاہ ہو یا فقیر' کوئی بھی ان قائدین کی تبلیغ سے محروم نہیں رہا۔ اس ضمن میں ایک نہایت ہی اہم روایت موجود ہے کہ جامع مسجد دہلی کے شمال مشرقی گوشے میں ایک حجرہ مقفل رہتا تھا۔ اس میں کچھ تبرکات رکھے ہوئے تھے۔

یہ اکبر شاہ ثانی کا دورِ حکومت تھا۔ یہ وہی اکبر شاہ ثانی تھا جس کی حکومت کا حدود اربعہ قلعہ اور اس کے ارد گرد کا علاقہ تھا۔ یہ تبرکات ایک مقررہ دن اور مقررہ وقت پر بادشاہ کے پاس دربار میں لے جائے جاتے۔ بادشاہ اپنی توفیق کے مطابق نذر پیش کرتا اور مجاور بادشاہ کو سلام کر کے تبرکات کو واپس حجرے میں لے آتے اور حجرے کو مقفل کر دیا جاتا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ شاہ اسماعیل اس موقع پر جامع مسجد میں وعظ کر رہے ہیں تھے کہ تبرکات حجرے میں سے نکالے گئے اور اکثر لوگ اُن کے احترام میں سروقد ہو گئے' لیکن شاہ اسماعیل بدستور منبر پر بیٹھے رہے۔ مجاوروں اور کچھ لوگوں نے اس حرکت کو بے ادبی پر محمول کیا اور شاہ صاحب پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ کچھ جنونی تو اُن پر حملے کے لئے آگے بڑھنے لگے' لیکن شاہ اسماعیل کے حامیوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ مجاوروں نے یہ واقعہ ہو بہو بادشاہ سے بیان کیا اور خوب کان بھرے۔ بادشاہ اور اُس کا خاندان شاہ ولی اللہ کا عقیدت مند تھا' لیکن اُس کو بھی اِس بے ادبی کا سخت رنج ہوا۔ اس نے شاہ اسماعیل کو دربار میں طلب کر لیا۔

شاہ صاحب دربار میں پہنچے اور اس واقعے کی جواب طلبی میں نہ صرف اس واقعے کی صحت کو تسلیم کیا بلکہ کہا کہ میں نے اس موقع پر یہ بھی کہا تھا کہ یہ تبرکات مصنوعی ہیں۔ بادشاہ اس پر طیش میں آ گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو تعجب کی بات ہے کہ آج ان تبرکات کو مصنوعی بتایا جا رہا ہے۔ شاہ اسماعیل نے اس پر جو جواب دیا' وہ یہ تھا کہ ان کے مصنوعی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ یہ تبرکات سال میں دو دفعہ بادشاہ کی زیارت کو آتے ہیں' لیکن بادشاہ ان کی زیارت کے لئے کبھی نہیں گیا۔ اس پر بادشاہ لاجواب ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اسی پر بس نہ کیا' بلکہ بادشاہ سے کہا کہ کسی شخص کو حکم دیا جائے کہ وہ قرآن شریف اور حدیث کی کتاب لائے۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ شاہ صاحب نے قرآن حکیم اور حدیث شریف دونوں کو ہاتھ میں لے کر واپس کر دیا اور کہنے لگے کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن شریف کتاب اللہ ہے اور بخاری شریف کلام رسول اللہ ہے' جس کو امت نے قرآن پاک کے بعد تمام کتابوں میں صحیح تر تسلیم کیا ہے' مگر تعجب ہے کہ ان دونوں کے احترام میں کوئی کھڑا نہیں ہوتا اور یہ تبرکات جن کے متعلق کوئی سند نہیں' اس قدر احترام کے لائق ہوئے۔ یہ صرف بعض لوگوں کا خیال ہے۔ ان کے متعلق اتنے احترام کا کوئی جواز نہیں ہے۔ بادشاہ یہ سب باتیں خاموشی سے سنتا رہا۔ اسی موقع پر شاہ اسماعیل نے بادشاہ کی توجہ اُن کی کلائیوں میں پڑے ہوئے سونے کے کڑوں کی طرف بھی دلائی اور کہا کہ اسلام نے مردوں پر سونا پہننا حرام کیا ہے۔ بادشاہ نے اُسی وقت یہ کڑے اتار دیئے۔ اسی طرح پاس بیٹھے ہوئے شہزادے کو بھی داڑھی رکھنے کی تلقین کی۔ ❁

رفقاء تنظیم اسلامی سے

اللہ کی راہ میں وقت فارغ کرنے کی اپیل

اس اپیل پر لبیک کہنے والے رفقاء کے قیمتی وقت کو تنظیم اسلامی کی تربیتی و دعوتی سرگرمیوں میں بروئے کار لایا جائے گا

وقت فارغ کرنے والے رفقاء درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

(i) وقت کم از کم تین دن

(ii) اس سے بڑھ کر ہفتہ / مہینہ یا سال (جتنا زیادہ وقت اتنا زیادہ اجر)

(iii) اوقات معین / مخصوص تاریخوں میں ہوں

(iv) رفقاء دفتر حلقہ کو اپنے کوائف سے کم از کم ایک ماہ قبل ضرور مطلع کر دیں' تا کہ اُن کے لئے وقت کی مناسب منصوبہ بندی کی جا سکے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ شرف قبولیت اور اجرِ عظیم عطا فرمائے

المعلن: اظہر بختیار خلجی' ناظم اعلیٰ' تنظیم اسلامی' پاکستان

☆ حضرت عیسیٰؑ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے' پھر عیسائیت بطور مذہب کس طرح وجود میں آئی؟
☆ اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے استقامت کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟
☆ اگر کسی کی بیوی شرعی پردہ کرنا خلافِ شان تصور کرتی ہو تو کیا کیا جائے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد محترم **ڈاکٹر اسرار احمد** سے سوال و جواب کی نشست

س: اگر کسی کی بیوی بار بار سمجھانے کے باوجود پردہ کرنے پر مائل نہ ہو اور شرعی پردہ کرنا خلافِ شان تصور کرتی ہو تو ایسی صورت میں اس کا گناہ کس کے سر پر ہے؟ مزید یہ کہ ایسی بیوی کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا اس شرعی حکمِ عدول پر اسے چھوڑ دینا چاہئے اور طلاق دے دی جائے؟

ج: آپ اول تو انہیں پورے طریقے سے سمجھائیں اور جو بھی تادیب اور تفہیم کے انداز ہو سکتے ہیں ان کے ذریعے اس کو قائل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں کہ وہ ان کا دل کھول دے۔ لیکن آخری درجے میں یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ صاف کہہ دیا جائے کہ بی بی اگر یہ معاملہ نہیں کرو گی تو پھر میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اور اس میں اس حد تک بھی جائیں کہ ایک طلاق دے دیں' تاکہ اصلاح کی صورت میں اس سے رجوع ہو سکے۔ اسے بھی سمجھ میں آ جائے کہ اب یہ خالی خولی دھمکی نہیں دے رہا ہے' اس نے ایک طلاق مجھے دے دی ہے تو گویا کہ یہ سنجیدہ ہے۔ اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ اس کے ہوش ٹھکانے آ جائیں تو پھر آپ عدت کے دوران رجوع کر سکتے ہیں' یا یہ کہ اگر عدت گزر جائے تو یہ بائن طلاق ہو جائے گی یعنی علیحدگی ہو جائے گی لیکن پھر دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

س: ڈاکٹر صاحب کئی مرتبہ اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کر چکا ہوں۔ دو چار مہینے تک تو سلسلہ چلتا رہتا ہے لیکن اس کے بعد دوبارہ وہ سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ براہ مہربانی بتائیں یہ کوتاہی کیسے دور ہو سکتی ہے؟

ج: اس کے لئے قرآن نے یہ اُصول بتایا ہے ﴿کونوا مع الصادقین﴾ جس کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ نیکی کے راستے پر' دین کے راستے پر چلنا چاہیں تو کسی دینی جماعت کے ساتھ رابطہ بنا لیں' ان کے اجتماعات میں شریک ہوں' ان سے ملیں جلیں' آپ کی دوستیاں ان کے ساتھ ہو جائیں' اٹھنا بیٹھنا ان کے مابین ہو جائے تو یہ تعلقات دین پر عمل کے حوالے سے تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ کیونکہ جماعت میں برکت ہے' اللہ کی تائید اور نصرت جماعت پر ہوتی ہے۔ اسی لئے حدیث میں کہا گیا ہے کہ اکیلے آدمی کو شیطان بہت جلدی ورغلا لیتا ہے لیکن اگر دو ہوں تو اس کے لئے ورغلانا آسان نہیں ہوتا اور زیادہ ہوں تو کیا کہنے! لہٰذا کوئی جماعت تلاش کریں اور اس میں شامل ہوں۔ تنظیم اسلامی بھی ایک جماعت ہے۔ ہم نے سیرت النبیؐ سے اس کا طریقہ کار اخذ کیا ہے۔ لیکن یہ کہ تنظیم اسلامی میں ہی شرکت لازم نہیں ہے۔ اگر آپ کو کوئی اور جماعت بہتر نظر آئے جو دین کے لئے کام کرنے والی اور دین کی اقامت کی جدوجہد کرنے والی ہو' اس میں شامل ہو جائیں' ان شاء اللہ جماعت کی برکت سے استقامت پیدا ہو جائے گی۔

س: حضرت عیسیٰؑ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے' بلکہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت کی توثیق مقصود تھی تو پھر عیسائیت بطور مذہب کس طرح سے وجود میں آئی؟

ج: یہ بہت ہی عمدہ سوال ہے۔ درحقیقت موجودہ عیسائیت وہ عیسائیت نہیں ہے جس کی تعلیمات انجیل میں تھیں۔ بلکہ یہ پال ازم ہے۔ یہ سینٹ پال تھا جس نے عیسائیت کو بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔ یہ ایک یہودی تھا اور حضرت عیسیٰؑ کا دشمن تھا۔ یہودیوں ہی میں حضرت عیسیٰؑ بھی تھے۔ جب حضرت عیسیٰؑ کو اللہ نے آسمان پر اٹھا لیا تو کچھ دنوں کے بعد پال نے کہا کہ مجھے ایک خواب میں عیسیٰؑ کی بشارت ہوئی ہے اور ملاقات ہوئی ہے اور میں ان پر ایمان لے آیا ہوں۔ پھر اس نے عیسائیت کو بدلا ہے۔ سب سے پہلے توحید کو تثلیث میں بدل دیا۔ اس نے تین خداؤں کا تصور دیا۔ ایک خدا اللہ' دوسری خدا مریم' تیسرے خدا عیسیٰؑ۔ بعد میں Change ہوا ہے کہ جو Trinity ہے: اللہ' مسیح اور روح القدس (حضرت جبرئیل)۔ یہ اب گویا کہ ان کے تین الٰہ ہیں۔ یہ سارا عقیدہ پال کا ہے' حضرت مسیح کا نہیں۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ اناجیل اربعہ جو ہیں' متی کی' لوقا کی' مرقس کی یا جان کی ان میں سے کسی میں یہ تثلیث نہیں۔ اس نے حضرت موسیٰؑ کی شریعت ساقط کر دی' کہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت اب ختم ہو گئی اور انجیل میں شریعت ہے نہیں تو یہ گویا کہ ایک ایسا مذہب بن گیا ہے کہ جس میں شریعت ہے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سور کو انہوں نے جائز کر لیا اور کھا لیا۔ حالانکہ یہودیت کے ہاں سور حرام' اسلام میں بھی سور حرام۔ اس طریقے سے انہوں نے شریعت کو ختم کر دیا۔ موجودہ عیسائیت ایک ایسا مذہب ہے جس میں شریعت ہے ہی نہیں۔ اس کو بعد میں Substitute کیا کہ جو پوپ کہہ دے گا' بس وہ شریعت ہے۔ تو سارا اختیار پوپ کے ہاتھ میں آ گیا۔ تیسری بات اس نے یہ کی کہ عیسائیت کو تبلیغی مذہب بنا دیا' حالانکہ حضرت مسیح کہہ کر گئے تھے کہ میں صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں بھیجا گیا ہوں۔ اور انہوں نے جب اپنے حوارین کو تبلیغ کے لئے بھیجا تو کہہ دیا کہ غیر یہودی کے سامنے تم نے اپنی دعوت پیش نہیں کرنی۔ لیکن پال نے اس کو تبلیغی مذہب بنا دیا۔ یہ تین بنیادی تبدیلیاں سینٹ پال نے کی ہیں' سینٹ پال درحقیقت موجودہ مسیحیت کے نام سے جو مذہب ہے' اس کا موجد ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی حقیقت کے طور پر بات کہی ہے' ڈاکٹر مائیکل ہارٹ نے' جس کو اللہ نے یہ توفیق دی کہ اس نے پوری انسانی تاریخ کے عظیم ترین انسانوں میں اعظم ترین قرار دیا حضور ﷺ کو۔ اس نے لکھا ہے کہ

Christianty is Really paulism

حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں عیسائیوں کی حیثیت

یہودیوں ہی کے ایک فرقے یا ایک جماعت کی سی تھی۔ جیسے فرض کیجئے مسلمانوں میں جماعت اسلامی بن گئی۔ مسلمانوں کے اندر تنظیم اسلامی ہے۔ مسلمانوں کے اندر تبلیغی جماعت ہے۔ مسلمانوں ہی میں سے ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں کا کوئی علیحدہ تشخص نہیں تھا۔ وہ یہودیت ہی کی ایک شاخ سمجھ لیں یا یہودیت کا ایک فرقہ سمجھ لیں یا یہودیت کی ایک جماعت سمجھ لیں۔ یہ تو پال نے اسے بالکل جداگانہ مذہب بنایا ہے اور اس نے یہ تین بنیادی تبدیلیاں کی ہیں۔

منشورِ قرآن

مضامین قرآن کا جدید اشاریہ

قرآن مجید کے الفاظ وکلمات کو ایک خاص ترتیب سے جمع کر کے فہارس مرتب کئے گئے ہیں' جن میں المعجم الفہرس اور ''مفردات قرآن'' زیادہ معروف ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک کے مضامین ومطالب کی تجمیع وتدوین پر بھی خاصا کام ہوا ہے۔ صرف اردو زبان میں قرآنی مضامین ومطالب کی تدوین وترتیب پر بے شمار تالیفات شائع ہوئی ہیں' جن میں سے درج ذیل کاموں کو اپنے اپنے وقت میں مقبولیت حاصل ہوئی:

(1) الجواہر الصمدیہ --- شیخ عبدالصمد پٹیالہ
(2) کتاب الہدیٰ --- یعقوب حسن سیٹھ مدراس
(3) تسہیل القرآن --- محمد حسین پالوا' کراچی
(4) تفصیل البیان --- شمس العلماء سید ممتاز علی' لاہور
(5) اقتباس الانوار --- عبیداللہ' لاہور
(6) مصباح القرآن --- شیخ محمد نصیب' لاہور
(7) تبویب القرآن --- غلام احمد پرویز' لاہور
(8) ڈکشنری مضامین القرآن --- مفتی شوکت علی فہمی' لاہور
(9) فہرست احکام فرقانی --- سید معصوم علی سبزواری' کراچی
(10) الفرس الموضوعی لآیات القرآن --- محمد مصطفیٰ' کراچی
(11) مضامین قرآن حکیم --- زاہد ملک' راولپنڈی
(12) تبویب القرآن --- مولانا وحید الزمان' لاہور
(13) مضامین قرآن --- میر محمد حسین' لاہور
(14) مضامین قرآن --- ابوظفر زین' کراچی
(15) روح القرآن --- سید قاسم محمود' لاہور
(16) احکام القرآن --- چودھری نذر محمد' لاہور
(17) معجزہ القرآن --- ڈاکٹر غلام جیلانی برق' لاہور
(18) مقالید القرآن --- الحاج محمد یٰسین خان سواتی' لاہور
(19) اشاریہ تفہیم القرآن --- ڈاکٹر خالد علوی' ڈاکٹر جمیلہ شوکت' لاہور

لیکن پروفیسر عبدالحکیم ملک صاحب کا مرتب کیا ہوا ''منشور القرآن'' بیک نظر دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ سب گئے وقتوں کی تالیفات ہیں۔ بالکل جدید بلکہ جدید ترین وقت کے تقاضے اور ضروریات جس تالیف سے تسلی بخش انداز میں پورے ہو سکتے ہیں' وہ یہی ہے اور صرف یہی ہے۔ کلاں سائز کے 1212 صفحات پر محیط یہ اشاریہ محض مطالب ومفاہیم کا اشارہ نما نہیں ہے' بلکہ قرآن کے متن میں سموئے ہوئے معانی کے جہان' علم القرآن سے متعلق جملہ اسرار ورموز' قرآنی اوراق سے باہر انفس وآفاق میں پھیلے ہوئے اشیاء وحقائق' انسانی ذہن میں پیدا ہونے والے سوال در سوال' اور ان کے علاوہ وہ سب کچھ جو عالمِ خیال میں آئے' اس شاہکار تالیف میں شامل ہیں' جس کا نام ''منشور القرآن'' ہے۔ کہنے والے نے بالکل درست کہا کہ ''یہ سچائی کے متلاشی ہر انسان کے لئے تحقیق وتبویب قرآن پر شہرۂ آفاق دستاویز ہے۔''

اس کی منفرد خوبی جو اسے سابقہ اشاریوں اور فرہنگوں سے ممتاز کرتی ہے' وہ یہ ہے کہ یہ تین زبانوں میں ہے۔ اصل عربی متن کے ساتھ ساتھ آیاتِ قرآنی کا (بلکہ تشریحات کا بھی) اردو اور انگریزی میں بھی ترجمہ دیا گیا ہے۔ 24 ہزار مضامینِ قرآنی کو 350 ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے' مثلاً عقائد' توحید' رسالت' صحائف' تخلیق کائنات' حیات دنیا اور معاشرت وغیرہ کے پہلو بہ پہلو جدید سائنسی علوم (فلکیات' طبیعات' پارچہ سازی' حیاتیات' بشریات' نفسیات' تاریخ عالم' جغرافیہ' عمرانیات' اثریات' سیاسیات' نباتیات' حیوانیات' بحریات' اسلحہ سازی' زراعت' ہوابازی' شماریات وغیرہ) کے تصورات ونظریات کے متعلق آیات کے حوالے۔ ان 350 ابواب کے تحت پھر 3500 ذیلی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ ایک اور خاص خوبی تینوں زبانوں میں الگ الگ انڈکس ہیں جو حروف ابجد کی ترتیب میں مرتب کئے گئے ہیں۔ کسی بھی موضوع یا مفہوم کو تلاش کرنا مقصود ہو یا 30 پاروں اور 114 سورتوں میں نازل شدہ 6236 آیات میں سے کسی ایک آیت کی جستجو ہو کہ وہ کس سورت کے کونسے رکوع میں واقع ہے' اس کے لئے الگ الگ مفصل جدولیں تیار کی گئی ہیں۔ پھر کسی ایک موضوع سے متعلق کون کون سی آیات ہیں' ان کے بارے میں دس ہزار سے زائد حوالہ جات دیئے گئے ہیں۔ آخر میں متفرقات' ضمیمہ جات اور جدول دیئے گئے ہیں' جن میں قرآنی دعاؤں' اسماء حسنیٰ' قرآنی تمثیلات' قرآنی قسمیں' قرآنی شخصیات' رنگ' مقامات' اشیاء' اعضائے جسم انسانی' اعداد' حروف مقطعات' آیات سجدہ اور قرآنی سورتوں کی پوری تفصیلات شامل کی گئی ہیں۔

پروفیسر عبدالحکیم ملک صاحب نے اس تالیف کا مقصد بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھا' وہ عہد حاضر کی سب سے اہم فکری ضرورت ہے۔ لکھتے ہیں: ''تقابلِ ادیان پر مطالعے کا بڑھتا ہوا رجحان ہمیں غیر مسلم دنیا کے سامنے مذہب اسلام کی خوبیوں کو ایسے جدید زاویوں سے اجاگر کرنے کی دعوت دیتا ہے جو مذہب اسلام کے فضائل کو بآسانی سمجھنے میں ممد ومعاون ہوں۔ موجودہ تالیف اسی سلسلے کی جانب ایک اہم کاوش ہے' جس میں دینِ اسلام کے اوصاف کو ایک جدید انداز سے نقطۂ ماسکہ پر لایا گیا ہے تاکہ قارئین کی کسی بھی مسئلے پر اسلامی احکامات تک فوری رسائی ہو سکے اور انہیں دوسرے عقائد ومذاہب سے تقابلی جائزے کی سہولت میسر ہو سکے۔''

ایسے کاموں میں عرق ریزی اور جگر کاوی تو ہوتی ہی ہے' یہاں دیدہ وری اور جہاں بینی سے بھی کام لیا گیا ہے۔ یہ کتاب اردو' عربی اور انگریزی تینوں بڑی زبانوں کے اسلامی ادبیات میں ایک مستقل اور دائمی اضافہ ہے۔ کتاب قیمت میں بالاتر ہے۔ ہدیہ والی چیز ہے۔ خط وکتابت کا پتہ یہ ہے: اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن' 9۔ رحیم آباد' مظفر گڑھ 34200 (تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

قرآن اور اتحادِ امت

(علامہ عنایت اللہ مشرقی کی نظر میں)

''قرآن میری نگاہوں میں علم ہے' آیات بینات ہے' قانونِ خدا ہے' رازِ زمین وآسمان ہے: ﴿قل انزله الذی یعلم السرّ فی السموات والارض﴾ (الفرقان: 6) ﴿فطرت الله التی فطر الناس علیها﴾ (الروم: 30) ہے' ایسے علم' ایسی روشن حقیقت' ایسے راز' ایسی فطرت کا منتہا ہر جگہ اتحاد چاہئے' اس میں بنی نوع انسان کو اپنے میں جذب کر لینے کی وسعت چاہئے' نہ یہ کہ خارجی توسیع تو ایک طرف خود گھر میں فساد پیدا کر لیا جائے' امت اس علم کو لے کر آپ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ ایسی فرقہ بندی میری دانست میں اس کی سب سے بڑی ناقدر شناسی ہے' آپس میں بغاوت ناقابل عفو گناہ ہے' جہنم کی تیاری ہے۔ جو قوم علم کے ہوتے ہوئے متحد نہ ہو سکی اس کا کسی اور طاقت سے متحد ہو جانا خیال محال ہے۔'' (مرسلہ: شیخ شوکت علی' واہ کینٹ)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

ہم آزادی کی نعمت سے محروم ہیں

تحریر : ذیشان دانش خان

آزادی ایک بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ آزاد قوم ہی اپنے نظریات اور تصورِ حیات کو زندہ رکھ سکتی ہے اور اپنے لئے زندگی گزارنے کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کرسکتی ہے۔ اگر کوئی قوم کسی کے تسلط میں ہو یا کسی کے زیر اثر ہو تو اس کا لائف سٹائل بدل جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو یہاں تک نوبت آجاتی ہے کہ غلام قوموں کے نظریات تک بدل جاتے ہیں اور وہ اپنے آقاؤں کے رنگ میں رنگی جاتی ہے۔ جس کا اثر آزادی کے بعد تک دیکھنے میں آتا ہے جسے قوم چاہے تو کچھ عرصے میں دھوسکتی ہے۔ لیکن کوئی بھی شخص اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ آزادی واقعی ایک بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اللہ نے ہر انسان کو فطری طور پر آزاد پیدا کیا ہے اور وہ آزادی چاہتا ہے۔ گویا غلامی انسان کی فطرت کے بالکل خلاف ہے۔ جبکہ آزادی انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانانِ برصغیر نے آج سے پچاس سال قبل ہر چیز آزادی کے نام پر قربان کردی۔ ہندوستان کا بچہ بچہ آزادی کے نام پر مرنے کے لئے تیار تھا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ہم آزاد ملک میں ہی اپنے تصورِ حیات' نظریات توحید و رسالت اور ایمان پر قائم رہ سکتے ہیں اور اپنی زندگیاں اسلام کے اصولوں کے مطابق گزار سکتے ہیں۔ خاص طور پر پاکستان کے لئے آزادی کی اہمیت دوچند ہوگئی تھی کیونکہ پاکستان وہ واحد اسلامی مملکت ہے جو خالص اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اس وقت لوگوں کے زبان پر صرف ایک ہی نعرہ تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان کی عمر چھپن برس ہوچکی ہے۔ قانونِ فطرت کے مطابق عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ آدمی پختہ کار ہوتا ہے مگر ہم عہد طفولیت سے باہر نہیں نکل سکے' اس عمر میں آدمی سنجیدہ ہوجاتا ہے اور ہم روز بروز کھلنڈرے ہوتے جارہے ہیں' وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان نفع ونقصان کی تمیز سیکھ جاتا ہے مگر ہم ہر لمحے سود وزیاں سے بے خبر اور بے نیاز ہوتے جارہے ہیں' آج سے پچاس سال پہلے ہم یا ہمارے بڑے ایسے ہرگز نہیں تھے' ہمیں یا ہمارے بزرگوں کو کامل شعور تھا کہ ذاتی اور قومی مفاد کی کیا حدیں ہیں؟ ہمارا اصل دشمن کون ہے؟ ہماری ترقی کا رازکس چیز میں پنہاں ہے؟ مگر ہم اپنے دشمن ہی کو اپنا یار اور مددگار سمجھتے ہیں اور اس کی جھولی میں جاگرتے ہیں۔ گفتار اور اعمال میں تضاد پاکستانی قیادت کا خاصہ رہا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ نفاذِ اسلام کے لئے ایک خطہ ارضی حاصل کیا جاتا ہے۔ آئین میں بھی اس کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اعلانات بھی کئے جاتے ہیں مگر اس نظام عدل اجتماعی کو نافذ نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح ہماری قومی زبان اردو ہے لیکن ہمارے تمام سرکاری کام انگریزی زبان میں ہی کئے جاتے ہیں۔ آئین وقانون کی پاسبانی کا حلف اٹھایا جاتا ہے اور اسی کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں' کشمیریوں کی حمایت کا اعلان کیا جاتا ہے مگر کارگل سے پسپائی اختیار کرلی جاتی ہے اور یوں جیتی ہوئی بازی کو ایٹمی قوت ہوتے ہوئے شکست میں تبدیل کردیا جاتا ہے۔ پاکستان کی گزشتہ تاریخ میں ایسے کتنے ہی کارگل آئے جن پر ہم نے شکست تسلیم کرلی۔ مختصر یہ کہ آج ایک آزاد ملک میں رہتے ہوئے بھی آزادی جیسی بڑی نعمت ہمیں حاصل نہیں ہے۔ نہ ظاہری طور پر' نہ معنوی طور پر۔ پاکستان میں وہی کچھ ہوتا ہے جس کا حکم آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ کیا اسے آزادی کا نام دیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جس طرح آج سے پچاس برس قبل تحریکِ پاکستان اٹھی تھی اور اس نے سرحدی آزادی حاصل کرلی تھی۔ اسی طرح آج تحریکِ خلافت کی ضرورت ہے جو پاکستان کو حقیقی معنوں میں آزادی کی نعمت سے سرفراز کرے۔ ہمارا اپنا آئین' ہمارے نظریات اور دستور قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے تو پھر ہم دوسرے نظام حیات کو کیوں اپنائے ہوئے ہیں۔ اس کا جواب صرف اور صرف یہی ہے کہ ہم آزادی کی نعمت سے محروم ہیں۔ بقول شاعر۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

آج اگر ہم حقیقی آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں غیروں کی کاسہ لیسی اور گدائی کا راستہ چھوڑ کر ایک ربِ واحد وقہار کے سامنے جبیں جھکانا ہوگی۔

ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

تلاشِ حق

تحریر : مسرت پروین

اگست کا مہینہ جوں جوں گزرتا جارہا ہے۔ دل کی وحشتیں اور اداسیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ دل میں ایک ہیجان سا بپا ہے' آج جوں ہی گھڑیال نے رات کے چار بج جانے کا اعلان کیا میں دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام کر بیٹھ گئی' خدایا! میری آنکھوں سے نیند کیوں روٹھ گئی ہے دل ودماغ میں دھماکے سے ہورہے ہیں؟ آخر کیوں ہم اپنے قائد کے خواب کو پورا نہ کرسکے یہ پاک سرزمین کیوں لہولہو ہورہی ہے کیا ہم نے اپنے پیاروں کی قربانیوں کو رائیگاں کردیا۔ پاک وطن کے قیام کا مقصد ایک ایسا وطن جہاں وجود اسلام کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں نافذ کرنا تھا۔ لیکن "یقولون ما لا تفعلون" مصداق ثابت ہوئے اس کا نتیجہ یہ نکلا جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ تمام احکامات خداوندی مسخ کئے جارہے ہیں۔ سود' ظالمانہ ٹیکس' مہنگائی' کیبل کے ذریعے فحاشی' بے حیائی نئی نسل کے اخلاق کو دیمک کی طرح کھارہی ہے رشوت وسفارش کی حکمرانی ہے سرکاری ذرائع ابلاغ اپنے آقا (امریکہ بہادر) کو خوش کرنے کے لئے بہبود آبادی کے پروگرام گلوبل ولیج میں دین پر بحث و مناظرہ کرکے لوگوں کے ذہن بدلے جارہے ہیں اور سیاست مکاری' فریب کاری' جبر وتشدد اور جھوٹ پر قائم ہے حکومت کے اراکین فضول خرچیوں اور عیاشیوں میں مبتلا ہیں اپنے مجاہدین اور بہادروں کو پابہ زنجیر کرکے زہریلی موت کی طرف دھکیلا جارہا ہے کیا ہم نے پاکستان اس لئے حاصل کیا تھا؟ ہم سب قولی مسلمان ہیں عملی زندگی میں ہمارا طرزِ عمل کافروں سے بدتر ہے۔ آج ہم قرآن سے دور ہوگئے اس لئے ذلت ہم پر مسلط ہوتی جارہی ہے اور 56 اسلامی ممالک کفار کے آگے اپنی آنکھیں موندے' ہاتھ باندھے کھڑے افغانستان اور عراق کی بربادی جس کا لہو ہم سب کی گردنوں پر ہے اس کے باوجود بھی ہمیں ہوش نہیں آیا۔ اپنے دشمن کو اب بھی نہیں پہچان پارہے ہیں ہم آج بھی ہوش کے ناخن لیں اور تمام دینی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر آکر جمع ہوجائیں متشابہات میں نہ پڑیں عملیات پر یقین رکھیں ہم سب کا اللہ ایک' نبی آخر الزمان ایک' قرآن ایک' کعبہ ایک' پھر ہم کیوں گروہوں میں بٹ گئے تمام مذاہب میں دین کی سچائی ایک تھی جو سب کو یکساں دی گئی تھی اب ہر گروہ دوسرے کو جھٹلا رہا ہے اور گمراہ کہہ رہا ہے

اور خود کو سچا کہہ رہا ہے مذہبی گروہ بندیوں نے الگ الگ حلقے بنا کر سچائی کو ضائع کر دیا اب اس بات کا فیصلہ کون کرے کہ سچا کون ہے؟ اگر سب سچے ہیں تو پھر کوئی سچا نہیں۔ کیونکہ ہر فرقہ یا جماعت دوسرے کو غلط کہتی ہے اگر سب جھوٹے ہیں تو اللہ کی سچائی کہاں ہے "قرآن" کہتا ہے کہ اللہ کی سچائی سب کے لئے ہے جو سب کو دی گئی لیکن سب نے سچائی سے منہ موڑا سب اصل کے اعتبار سے سچے اور عمل کے اعتبار سے جھوٹے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ہم سب مشترک اور عالمگیر سچائی پر جمع ہو جائیں تا کہ مذہبی گروہ بندی کا خاتمہ ہو سکے اور ہم سب ایک موتی کی مالا کی طرح' ایک چین کی طرح جڑ کر ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر چلیں اور وہ سچائی کیا ہے وہ ہے خدا پرستی اور نیک عملی کا قانون جس کو قرآن لے کر آیا ہے اور یہی نجات کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کا دارومدار کسی فرقہ پرستی سے نہیں ہونا چاہئے بلکہ جو خدا پرست ہوگا نیک عمل کرے گا وہی نجات پائے گا کیا ہم اور ہمارے حالات پہلے کے مشرکوں جیسے ہو گئے ہیں کہ سب نے اپنی اپنی مسجدیں بنالی ہیں اللہ رب العزت کو مخصوص عبادت گاہ کی حاجت نہیں وہ تو بس نیتوں کا اخلاص چاہتا ہے جہاں بھی اخلاص وخلوص سے یاد کیا جائے گا وہ عبادت قبول ہوگی عبادت گاہوں کے متولی ایسے ہونے چاہئے جو خدا پرست اور خدا ترس ہوں اور شریر لوگوں سے عبادت گاہوں کو پاک رکھا جائے آج بھی ہم اللہ کی رسی کو تھام لیں اور قرآن کو اپنی زندگیوں میں آئین کے طور پر نافذ کر دیں تو وہ دن دور نہیں جب ہم پھر اس پستی سے نکل آئیں گے اور پاکستان جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ اس مقصد کے تحت خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں رہتے ہوئے زندگی گزاریں گے' سے علم کا دیا جلاتے جائیں گے اب تو وہ وقت آن پہنچا ہے کہ ہم سب مل کر کفر کے خلاف ڈٹ جائیں۔ میرے دل و دماغ میں بار بار قرآن کی یہ آیت ﴿واستعینوا بالبر والصلوۃ﴾ آرہی تھی اور میں نے آنسو پونچھ لئے اور نئی امید کے سہارے اپنے تمام معاملات اپنے رب کے حوالے کئے اور دل میں باعمل ہونے کا عزم تو کیا کیونکہ

بے عمل کو دنیا میں راحتیں نہیں ملتیں
دوستو دعاؤں سے جنتیں نہیں ملتی

جن پرند کو نہ ہو اڑان کی خواہش
انہیں کبھی آسمان کی وسعتیں نہیں ملتی

اسی لئے ہمیں سب سے پہلے خود اپنی اصلاح بذریعہ قرآن کرنا ہے کیونکہ فرد سے افراد اور افراد سے ملک و قوم ترتیب پاتا ہے اور وہ وقت دور نہیں جب ہر طرف حق کے اجالے ہوں گے اور باطل کی رات کا اختتام ہوگا' اسلام سربلند ہوگا اور کفر سرنگوں ہوگا۔ آیئے! آج ہم سب اپنی خطاؤں کی اللہ رب العزت سے معافی مانگیں اور اپنی زندگی کا مقصد صرف اللہ کی خوشنودی کو بنالیں تو پھر خدا کی مدد آن پہنچے گی۔

دونوں سچے ہیں

—— تحریر: نجیب صدیقی مرحوم ——

حزب اقتدار والے کہتے ہیں کہ تمام کرپشن کے ذمہ دار حزب اختلاف ہے' جو اپنے اقتدار کے زمانے میں ملک میں لوٹ کھسوٹ مچائی تھی۔ حزب اختلاف والے کہتے ہیں کہ اپنے سابقہ دور میں انہوں نے بھی خوب خوب کمیشن بنایا ہے۔ ان میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو صاف ستھرا کہا جا سکے۔ عوام کہتے ہیں کہ دونوں سچے ہیں۔ کرپشن کے ان دونوں پاٹوں نے ہمیں پیس کر رکھ دیا ہے۔ مہنگائی کے ذمہ دار دونوں ہیں۔ بدامنی بھی دونوں دور میں یکساں رہی ہے۔ ان دونوں سچوں کے درمیان عوام پھنس گئے ہیں یہی لوگ گھوم پھر کر برسراقتدار آتے ہیں۔

ساری خرابی کی جڑ قول و فعل کا تضاد ہے۔ یہ تضاد اتنا نمایاں ہو گیا ہے کہ کسی کی بات پر اعتبار نہیں رہا۔ "الناس علی دین ملوکھم" کی طرح آج معاشرے میں بھی یہ برائی پوری طرح سرایت کر چکی ہے۔ کسی کی بات پر اعتبار نہیں رہا۔ اس برائی نے ہماری قدروں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے تو ہم انتہائی پستی میں چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دوٹوک انداز میں فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ کی اس وعید کی زد میں ہمارا پورا معاشرہ ہے۔ ذرا غور کیجئے تو اس کی واحد وجہ یہ نظر آتی ہے کہ آخرت کا تصور ہمارے ذہن سے نکل گیا ہے۔ لمحے لمحے کا حساب کتاب اگر سامنے ہو تو ہر انسان لرز جاتا ہے' اور وہ کام ہرگز نہیں کرتا جس سے اسے خسارہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

وہ کتاب جو ہمیں صراط مستقیم پر رکھ سکتی تھی اور زندگی کے ہر گوشے کے لئے اس میں ہدایت موجود تھی' ہم نے اس سے صرف نظر کرلیا ہے۔ محض تلاوت کر کے سمجھ بیٹھے ہیں کہ حق ادا ہو گیا۔

وہ کتاب جس کے ہر صفحے پر تصور آخرت کو ابھارا گیا ہے دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے شدنی ہونے پر اس قدر متوجہ کیا گیا ہے کہ ہر پڑھنے والا سہم جائے اور اپنے آپ کو خسارے سے بچانے کے لئے تگ ودو میں لگ جائے۔

یہ بات اگر شعوری طور پر انسان قبول کرے کہ ہمیں جلد یا بدیر وہاں پہنچنا ہے جہاں ہر لمحہ کا حساب دینا ہوگا تو آج معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہو جائے اور انسان کو حیات طیبہ مل جائے!!

(مکتوب نگار نجیب صدیقی صاحب کی یہ تحریر ہمیں کافی عرصہ پہلے موصول ہوئی تھی' جس کے چھپنے میں تاخیر ہوگئی' دریں اثناء وہ رحلت کر چکے ہیں۔ اللہ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون)

دعائے مغفرت

راولپنڈی شرقی کے نقیب اسرہ محبوب ربانی کے والد گرامی' اسلام آباد جنوبی کے رفیق علی منصور کے چھوٹے بھائی علی عمر اور راولپنڈی شرقی کے مبتدی رفیق محمد نذیر خان صاحب کے والد محترم کا انتقال ہو گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومین کی مغفرت کرے۔

ضرورت رشتہ

پاکستانی نژاد مدرس حرمین شریف' مقیم مکہ مکرمہ' شادی شدہ' عمر 58 سال کے عقد ثانی کے لئے دینی مزاج رکھنے والی خاتون عمر 35-45 سال (بیوہ' مطلقہ' کنواری اور ذات پات کی کوئی قید نہیں) کا رشتہ درکار ہے۔ (پہلی شادی سے ایک لڑکا ہے جو برسرروزگار ہے۔ پہلی بیوی بیمار رہتی ہے)
رابطہ: سلیم انور' 46 اوورسیز سوسائٹی امیر خسرو روڈ کراچی
فون: 4532796 /021-4538486

ضرورت رشتہ

21 سالہ ایم اے (ایجوکیشن) سال اول' لاہور کی رہائشی' باپردہ بیٹی کے لئے دینی رجحان کا حامل موزوں رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: اشرف بیگ' فون: 03-5869501
36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

تربیت گاہ برائے نقباء

1- حلقہ پنجاب شمالی	21 تا 24 اگست 2003ء	اسلام آباد (دفتر حلقہ)
2- حلقہ لاہور+گوجرانوالہ ڈویژن	5 تا 8 ستمبر 2003ء	مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور
3- حلقہ پنجاب غربی+پنجاب وسطی	27 تا 30 ستمبر 2003ء	قرآن اکیڈمی جھنگ

خبرنامہ عالم اسلام

افغانستان

❁ القاعدہ تنظیم کے دوسرے اہم ترین رہنما ایمن الظواہری نے امریکہ کو دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے جزیرہ گوانتا ناموبے میں قید مسلمان قیدیوں کو ضرر پہنچانے یا سزائے موت دینے کی کوشش کی تو اسے اس کی بھاری قیمت چکانا پڑے گی۔ العربیہ ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والے ایک بیان میں انہوں نے کہا ہے: ''میں اللہ اکبر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ صلیبی حملہ کرنے والا امریکہ مسلمان قیدیوں کو ضرر پہنچانے کی بھاری قیمت ادا کرے گا' اور جس جس نے ان کاموں میں امریکہ کی مدد کی ہے' انہیں بھی قیمت چکانی ہو گی۔ یہ صرف ابتدا ہے اور اصل جنگ ابھی تک شروع نہیں ہوئی''

انڈونیشیا

❁ 5/اگست کو جکارتہ میں ایک فائیو سٹار ہوٹل ''میریٹ'' میں خودکش بم دھماکے کے نتیجے میں 13 افراد جاں بحق اور 100 سے زائد زخمی ہو گئے۔ ہوٹل کی نچلی منزل' لابی اور ریستوران مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ یہ فدائی بم دھماکہ ایسے وقت میں ہوا جب بالی بم دھماکے کے ملزم کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے جس کا فیصلہ جلد آنے والا ہے۔ میریٹ ہوٹل شہر کے اس علاقے میں ہے جہاں مختلف ممالک کے سفارت خانے ہیں۔

ایران

❁ امریکہ نے جس شدت سے ایران پر دباؤ ڈالا ہوا ہے' اسی شدت سے اہل ایران اس کی مزاحمت کر رہے ہیں۔ ایران کے سابق صدر اکبر ہاشمی رفسنجانی نے یونیورسٹی سنٹرل کیمپس میں طلبہ کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پرزور الفاظ میں تنبیہ کی کہ ایران میں پھوٹ ڈالنے کا امریکی خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔ ایران کا ایٹمی پروگرام پُرامن مقاصد کے لئے ہے۔ اسلامی نظامِ حکومت کو عوام کی بھرپور تائید حاصل ہے۔ امریکہ نے ایران میں سازش اور فسادات کی جو آگ بھڑکائی تھی' اُس پر قابو پا لیا گیا ہے۔

بنگلہ دیش

❁ انسداد بدعنوانی کے بیورو نے سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد پر جنوبی کوریا کی فرم ''ڈیوو کارپوریشن'' سے بحریہ کی ایک فریگیٹ کے سودے میں ساز باز کر کے قومی خزانے کو ساڑھے آٹھ کروڑ ڈالر کا نقصان پہنچانے کا الزام عائد کیا ہے۔ اس معاملے کی ایک سال تک چھان بین کی گئی۔ آخر کار الزام ثابت ہونے پر رشوت لینے کا مقدمہ ڈھاکہ کی عدالت میں دائر کر دیا گیا ہے۔ اس مقدمے میں نیوی کے سابق سربراہ سمیت بحریہ کے چار افسر اور ایک تاجر کو بھی ملوث کیا گیا ہے۔

بوسنیا

❁ ایک نئی اجتماعی قبر دریافت ہوئی ہے۔ یہ قبر دارالحکومت سرایوار سے 80 کلومیٹر شمال مشرق میں سربیا کی سرحد کے قریب ملی ہے۔ اس کی کھدائی گزشتہ ہفتے شروع ہوئی تھی۔ اس قبر میں اُن مسلمانوں کو دفن کیا گیا ہے جنہیں بوسنیائی سرب فوج نے 1992ء تا 1995ء کی چار سالہ جنگ کے دوران ہلاک کر دیا تھا۔ اس قبر کی کھدائی بارہ فٹ نیچے تک کی گئی ہے جس میں لاتعداد انسانی اعضا کی اوپر تلے کئی تہیں ملی ہیں۔

بھارت

❁ ایودھیا میں بابری مسجد کی جگہ کی کھدائی کرنے والے' محکمہ آثارِ قدیمہ کی ٹیم کے ایک رکن نے انکشاف کیا ہے کہ پانچ ماہ کی مسلسل کھدائی کے دوران وہاں مندر یا کسی اور ہندو آچار کا سراغ نہیں ملا۔ اس انکشاف کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے مطالبہ کیا ہے کہ محکمہ آثارِ قدیمہ نے لکھنؤ ہائی کورٹ میں جو عبوری رپورٹ پیش کی ہے' اسے شائع کیا جائے...... انتہا پسند ہندو تنظیم ''وشوا ہندو پریشد'' (وی ایچ پی) نے اعلان کیا ہے کہ وہ محکمہ آثارِ قدیمہ کی رپورٹ کی پروا کئے بغیر رام مندر کی تعمیر کریں گے۔ اگر پارلیمنٹ کے موجودہ اجلاس میں رام مندر کی تعمیر کا بل منظور نہ ہوا تو عوامی تحریک شروع کی جائے گی...... وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے بھی اپنے ایک بیان میں رام مندر کی تعمیر کرنے کا اعلان کیا ہے۔

پاکستان

❁ سندھ ہائی کورٹ کے دو رکنی ڈویژن بنچ نے حکومت پاکستان اور اسٹیٹ بنک کی جانب سے عالم اسلام کے معروف رفاہی ادارے ''الرشید ٹرسٹ'' پر پابندیاں عائد کرنے اور اس کے بنک اثاثے منجمد کرنے کے فیصلے کو خلاف قانون قرار دے کر ٹرسٹ کے اثاثے بحال کرنے کا حکم دیا ہے۔ گیارہ ستمبر کے واقعات کے بعد امریکہ کی جانب سے 25 ستمبر 2001ء کو ''الرشید ٹرسٹ'' کے اثاثے منجمد کر دیئے گئے تھے اور ٹرسٹ کی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں...... سوئٹزرلینڈ کی عدالت نے سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر آصف علی زرداری کو قومی وسائل لوٹ کر بیرونِ ملک منتقل کرنے کے جرم میں چھ چھ ماہ قید کی سزا سنائی۔ سابق حکمران جوڑے کے سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں جمع گیارہ ملین ڈالر اور بے نظیر بھٹو کا ایک لاکھ 17 ہزار پاؤنڈ مالیت کا ہیروں کا ہار پاکستان کے حوالے کرنے کا حکم ہوا۔

ترکی

❁ ترکی کے صدر احمد نجدت سیزر نے مسلح افواج کے اختیارات کو کم کرنے کے لئے اصلاحات کے بل کی منظوری دے دی ہے' جس کے مطابق ترکی کے اعلیٰ سیاسی ادارے ''نیشنل سیکیورٹی کونسل'' اور اس کے سیکرٹریٹ کے انتظامی اختیارات اور ذمہ داریوں کا دائرہ کار محدود کر دیا گیا ہے۔ اب کونسل کے جنرل سیکرٹری کا عہدہ کسی سویلین کو دیا جائے گا جو قبل ازیں کسی اعلیٰ فوجی افسر کو دیا جاتا تھا۔

سعودی عرب

آج کل امریکہ میں اپنے دیرینہ دوست سعودی عرب کے خلاف بھی شکوک وشبہات کی لہر آئی ہوئی ہے۔ اور امریکی میڈیا سعودی حکومت کا دہشت گردی سے تعلق جوڑنے کے لئے سرگرم ہے۔ امریکی حکومت کی جانب سے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سعودی عرب کے مکمل تعاون کے بارے میں یقین دہانی کرائی جانے کے باوجود کئی امریکی سینٹروں نے 11 ستمبر کے واقعے میں سعودی عرب کے ملوث ہونے کے ضمن میں مزید تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔

شام

❁ اسرائیل نے شام اور لبنان کو جنگ کی دھمکی دیتے ہوئے کہا ہے کہ دونوں ملک اسرائیل کی فوجی طاقت سے بخوبی واقف ہیں۔ حزب اللہ کی جھڑپیں بند نہ ہوئیں تو بڑی فوجی کارروائی کی جائے گی۔ ادھر امریکہ نے حزب اللہ کی کارروائیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ امریکی سفیروں نے بیروت اور دمشق کو پیغام پہنچا دیا ہے۔

عراق

❁ اسلامی کانفرنس کی تنظیم (او آئی سی) کے موجودہ سربراہ ملک ملائیشیا نے کہا ہے کہ اکتوبر میں ہونے والی اسلامی ممالک کی سربراہ کانفرنس میں عراق کو شرکت کی دعوت نہیں دی جائے گی' کیونکہ اس وقت عراق پر امریکہ کا قبضہ ہے۔ وزیر خارجہ سید حامد ابرار نے کہا ہے کہ عراق کو تنظیم سے نکالا نہیں جا رہا' بلکہ اس کے موجودہ نمائندے او آئی سی کے تسلیم شدہ نمائندے نہیں ہیں۔

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور (شعبہ تربیت) کے مبتدی امتحان کے نتائج کی رپورٹ

گزشتہ دنوں تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور (شعبہ تربیت) کے زیر اہتمام مبتدی امتحان کا انعقاد ہوا (جس کی رپورٹ گزشتہ کسی شمارے میں شائع ہو چکی ہے) 26 جولائی بروز ہفتہ 4:00 بجے اس امتحان کے رزلٹ کی تقریب قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی۔ پروگرام سے قبل موسلا دھار بارش اور سڑکوں کا منظر دیکھ کر اندیشہ تھا کہ رفیقات کی حاضری بہت کم ہو گی لیکن الحمد للہ حاضری تسلی بخش تھی۔ ٹھیک 4:30 پر پروگرام کا آغاز ہوا۔ شمالی تنظیم اسرہ نمبر 5 کی رفیقہ شہناز الطاف صاحبہ نے سورۃ العلق کی آیات تلاوت کیں اور ان کا ترجمہ کیا۔ چونکہ اس تقریب میں لاہور کی تقریباً تمام رفیقات (اعلیٰ عہدیدار رفیقات، ملتزم، مبتدی اور نئی رفیقات) شامل تھیں لہٰذا اس نشست کو مؤثر بنانے اور مل بیٹھ کر ذاتی تربیت کے لئے چند موضوعات پر تقاریر بھی پروگرام کا حصہ تھیں۔ یہ وہ موضوعات تھے جن کا تعلق براہ راست ہماری ذاتی تربیت اور انفرادی تزکیے سے تھا۔

تلاوت کے بعد مزید کسی تاخیر کے بغیر نائب ناظمہ تنظیمہ امۃ المعطی صاحبہ نے پہلی مقررہ مصباح عمران کو سٹیج پر بلایا۔ مصباح عمران جنوبی تنظیم اسرہ نمبر 1 سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہوں نے ''عقائد کی درستگی اور اصلاح اور روزمرہ زندگی میں ان کی اہمیت'' کے موضوع پر گفتگو کی اور بہت اچھے طریقے سے درستگی اور اصلاح کے چھ گوشوں کا تجزیہ کرتے ہوئے عقائد کی درستگی کی طرف توجہ دلائی اور اس بات کو اجاگر کیا کہ انسان کی ذہنی دنیا سے عقائد کا اخراج ہو جائے یا عقیدہ متزلزل ہو جائے تو عملی زندگی میں اس کا کتنا منفی اثر ہوتا ہے اور انہی منفی اثرات کو عقیدے کی درستگی کے ذریعے کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔

نماز عصر کے وقفے کے بعد پروگرام دوبارہ شروع ہوا۔ ناظمہ تربیت حلقہ خواتین امۃ المغنی صاحبہ نے پروگرام کو آگے بڑھاتے ہوئے اگلی مقررہ کو بلایا۔ عظمیٰ عزیز شمالی تنظیم اسرہ نمبر 7 کی رفیقہ ہیں۔ انہوں نے لوازم نجات کی تشریح کی اور خصوصاً ایمان کی حقیقت اور اس میں اضافے کے طریقے بتائے نیز باقی تین لوازم نجات کو ایمان کے ساتھ جوڑ کر ان کا باہم تعلق واضح کیا۔

اس کے بعد جنوبی تنظیم کی ایک رفیقہ رمی اسعد نے نظم سنائی جس کے بول تھے:

دنیا کے اے مسافر! منزل تری قبر ہے
طے کر رہا ہے جو تو' دو دن کا یہ سفر ہے

بعد ازاں محترمہ ناظمہ علیا حلقہ خواتین مسز ڈاکٹر اسرار احمد نے فکرِ آخرت' خبر اور نزع کے عالم سے متعلق احادیث اور واقعات بیان کئے۔ پھر انہوں نے کپڑے کی ایک گڑیا (جس کی شکل اور خدوخال مٹا دیئے گئے تھے) کو سامنے رکھ کر عملی طور پر میت کو نہلانے اور کفن پہنانے کے طریقے سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس قابل ہونا چاہئے کہ ضرورت پیش آنے پر میت کو غسل دے سکے کیونکہ میت کو نہلانے کے لئے باہر سے لوگوں کو بلوانا شرم و حیا کے منافی بات ہے۔ پروگرام کا یہ حصہ نہایت اثر انگیز تھا اور واقعہ یہ ہے کہ بہت ضروری بھی تھا۔ میت کو غسل دینا اور کفنانا ہمارے دین کا اہم پہلو اور روزمرہ کا ایک تکلیف دہ مرحلہ ہے اور بندہ مومن کو ہر لحظہ اپنے آپ کو اس کے لئے تیار رکھنا چاہئے۔

پروگرام کی آخری مقررہ محترمہ شازیہ خلجی تھیں جن کا تعلق شرقی تنظیم سے ہے۔ انہوں نے ایک مسلمان خاتون کے کردار کا بحیثیت ماں' بہن' بیٹی' ساس' بہو اور نند جائزہ لیا اور بتایا کہ ان تمام مناصب پر ایک رفیقہ تنظیم کے فرائض کیا ہیں اور اسے ان ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہونا ہے۔

پروگرام کا سب سے آخری حصہ رزلٹ کے اعلان پر مشتمل تھا۔ ناظمہ تربیت امۃ المغنی صاحبہ نے رزلٹ کا اعلان کیا۔ الحمد للہ تمام تنظیم کی رفیقات نے بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور نتیجہ تقریباً 95 فیصد رہا۔ نصاب کی تیاری اور امتحان کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ رفیقات کی عملی کارکردگی کو بھی جانچا جائے۔ الحمد للہ تنظیم اسلامی کی رفیقات دل و جان سے ذاتی تربیت و اصلاح کے لئے کوشاں ہیں۔ امتحان دینے والی رفیقات میں سے 80 فیصد خواتین شرعی پردہ پر عمل پیرا ہیں اور اخلاقی برائیوں سے عملی زندگی کو پاک کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ نقیبات اور ناظمات پوری تندہی اور خلوص کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی و جہد کو قبول فرمائے۔ (آمین)

محترمہ ناظمہ تربیت صاحبہ نے کہا کہ یہ امتحان اور رزلٹ تو صرف نصاب کو جانچنے کا طریقہ تھا اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس نصاب کو حرز جاں بنائیں اور اپنی شخصیت کو اس کے مطابق ڈھالیں۔ انہوں نے کہا کہ خصوصاً جن خواتین نے بہترین نمبروں کے ساتھ کامیابی حاصل کی ہے ان پر دگنی ذمہ داری اور مسئولیت ہے کہ وہ اس کو عملی زندگی میں نافذ کریں۔

پروگرام کے دوران وقتاً فوقتاً گزشتہ تین چار ماہ کے دوران نئی شامل ہونے والی رفیقات کا تعارف بھی ہوا۔ شرقی تنظیم میں کل 11' شمالی میں 10' جنوبی میں 5' وسطی تنظیم میں 1 اور کینٹ میں 3 نئی رفیقات کا اضافہ ہوا۔ الحمد للہ۔

آخر میں مشروبات سے رفیقات کی تواضع کی گئی اور ناظمہ علیا کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

(مرتبہ: انیسہ عبدالخالق)

تنظیم اسلامی کورنگی ٹاؤن کا تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کورنگی ٹاؤن کا ماہانہ تربیتی پروگرام مورخہ 27 جولائی بروز اتوار قرآن مرکز کورنگی میں منعقد ہوا۔ کورنگی ٹاؤن کے امیر جناب عامر خان نے حال ہی میں قرآن اکیڈمی میں ہونے والی مدرسین کی تربیت گاہ میں شرکت کے بعد (جس میں راقم بھی شریک تھا) جو فکری اعتبار سے بڑی مفید تھی' اسی فکر کو رفقاء میں راسخ کرنے کے لئے یہ پروگرام تشکیل دیا۔ پروگرام کا آغاز ٹھیک صبح 11 بجے ہوا۔ راقم نے بانی محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب مطالبات دین اور اس کے علاوہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کے حوالے سے مذاکرہ کرایا جس میں رفقاء سے ان موضوعات پر سوالات کئے گئے اور انہوں نے بڑی دلچسپی سے اس میں حصہ لیا اور اس طریقہ کار کو پسند کیا۔ پھر چائے کے وقفے کے دوران حال ہی میں مبتدی و ملتزم تربیت گاہ مکمل کر کے آنے والے رفقاء کا تعارف کرایا گیا اور ان سے تربیت گاہ کے حوالے سے تاثرات لئے گئے۔ اس کے بعد کورنگی ٹاؤن کے امیر جناب عامر خان صاحب نے ''اجتماعیت میں ایثار کی اہمیت'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ انسانوں کا اجتماعیت میں جُڑ کر کام کرنا مشکل ترین کاموں میں سے ہے لیکن کوئی بھی نتیجہ خیز کام خواہ منفی ہو یا مثبت' اجتماعیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ خاص طور پر انقلابی جماعت کے لئے دو اہم ترین لوازم ''نظم'' اور ''کارکنوں کا باہمی تعلق' اخوت' محبت و ایثار'' ہے جو حزب اللہ کا نمایاں ترین وصف ہے۔ انہوں نے قرآنی آیات' احادیث نبوی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے واقعات کو بیان کرتے ہوئے ایثار کی اہمیت کو واضح کیا۔ اس پروگرام میں 16 رفقاء نے شرکت کی۔ (رپورٹ: انجینئر نعمان اختر' کراچی)

تربیت گاہ برائے مدرسین بمقام قرآن اکیڈمی
[illegible] (15 تا 21 مئی 2003ء)

تنظیم اسلامی نہ کوئی مذہبی فرقہ ہے نہ معروف معنی میں کوئی سیاسی جماعت...... بلکہ ایک......اسلامی انقلابی جماعت ہے' جو سب سے پہلے پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں اسلام کے عادلانہ نظام یعنی نظام خلافت کو غالب کرنا چاہتی ہے۔

تنظیم اسلامی کی طرف سے مختلف اوقات میں طے شدہ شیڈول کے مطابق اپنے رفقاء کی تعلیم و تربیت اور ان کی عملی رہنمائی کے حوالے سے تربیت گاہوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے زیادہ تر توجہ کا مرکز مبتدی اور ملتزم رفقاء ہی ہوا کرتے تھے جن کی تعلیم و تربیت کے لئے پروگرام ترتیب دیئے جاتے اور ان رفقاء کی نظری' فکری اور عملی رہنمائی کا سامان کیا جاتا اس لئے ذرا اوپر معلمین' مدرسین اور مبلغین کی سطح پر کوئی خاص توجہ نہ تھی۔

اسی اہمیت اور احساس کے پس منظر میں تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر محترم حافظ عاکف سعید نے شعبہ تربیت کو یہ خصوصی ٹاسک دیا کہ تنظیم اسلامی کے ایسے رفقاء جو اپنے اپنے علاقوں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور تنظیم اسلامی کی انقلابی فکر کے داعی اور مبلغ بن کر اس کا پرچار کر رہے ہیں ان کے لئے خصوصی تربیت گاہوں کا انعقاد کیا جائے۔

جن کے ذریعے سے نہ صرف ان کی داعیانہ اور مدرسانہ صلاحیتوں کو مزید نکھارا جائے بلکہ ان کی تعلیمی و علمی استعداد میں اضافے کا پورا سامان کیا جائے۔

15 / جولائی نماز عصر تک تمام شرکائے تربیت گاہ کے لئے پہنچ چکے تھے۔ نماز عصر کے بعد قرآن اکیڈمی کراچی کے خوبصورت کلاس روم میں ناظم تربیت نے رفقاء کو خوش آمدید کہا اور ابتدائی کلمات ادا کرنے کے بعد اس تربیت گاہ کی مناسبت سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی کتاب سے اقتباس پڑھ کر سنایا۔

واقعہ یہ ہے کہ معلمین' مدرسین اور مبلغین کسی بھی تحریک' تنظیم اور جماعت میں روح رواں ہوتے ہیں اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی لوگ کسی بھی نظریہ اور فکر و فلسفہ کے حاملین اس کے پرچارک اور مبلغ ہوتے ہیں جو اسے پیغام حق سمجھ کر اس کے مبلغ' داعی اور علمبردار بن کر شہر شہر' قریہ قریہ اور بستی بستی پھیل جاتے ہیں اور ہر طالب حق کی نگاہوں کا مرکز بنتے ہیں۔ ایک معلم اور مدرس کی ذات ہی ہوتی ہے جو ایک طالب علم کے اندر بے تابی کی روح پھونکتی ہے اور اس کی رگوں میں زندگی کا خون دوڑا دیتی ہے۔ تعلیم و تربیت کے پورے نظام میں سے اگر معلم اور مربی کو نکال دیا جائے تو پورا نقشہ بے رنگ اور پورا ڈھانچہ ایک لاشہ بے جان کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

کار دعوت کے اس پس منظر میں داعی کی جو اہمیت ہے وہ خوب واضح ہو جاتی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ اس میدان کا اصل کام انہی داعیوں کا تیار کرنا ہے کہ ان کی بہتر سے بہتر تربیت کا سامان کیا جائے۔ فکری اور عملی لحاظ سے انہیں خوب تیار کیا جائے اور ان کے عملی معیار کو زیادہ سے زیادہ بلند کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر یہ کام نہ ہو سکا تو دعوت دین اور نظام خلافت کو قائم کرنے کے تمام لمبے چوڑے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور خارج کی دنیا میں کار دعوت کی انجام دہی الگ رہی۔ دعوت کا یہ قافلہ خود اپنی صفوں کو پژمردگی اور اضمحلال سے محفوظ رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اسلامی انقلاب کا داعی گروہ جب تک اپنے آپ کو علمی' فکری اور عملی ہر حیثیت سے پوری طرح تیار نہیں کر لیتا وہ خود کسی مثالی اجتماعیت کا نمونہ پیش نہ کر سکے گا۔

چنانچہ ناظم دعوت جناب رحمت اللہ بٹر اور ناظم تربیت جناب شاہد اسلم صاحب نے مدرسین کی اس تربیت گاہ کو جو قرآن اکیڈمی کراچی میں 15 تا 21 جولائی 2003ء منعقد ہوئی کو انتہائی جامع' پرمغز اور مفید عملی معلومات سے آراستہ کیا بلکہ شرکاء تربیت گاہ کی روحانی اور اخلاقی تربیت کا بھی بھرپور سامان کیا۔ اس تربیت گاہ کے لئے جن اساتذہ کرام کا انتخاب کیا گیا ان کے اسماء گرامی کچھ اس طرح ہیں۔ جناب انجینئر نوید احمد صاحب جو کہ کراچی قرآن اکیڈمی کی روح رواں ہیں اور ہمہ وقت اپنے آپ کو ہر نوع کی دینی خدمات کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ انہوں نے نہ صرف بانی امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی نظری اور فکری اعتبار سے اہم تحریروں کا مطالعہ کروایا بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہلکے پھلکے انداز میں تحریری ٹیسٹ لینے کا سلسلہ بھی جاری رکھا جس کی وجہ سے اکثر شرکاء ہمہ تن گوش رہے اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

اساتذہ میں جناب رشید ارشد صاحب جو کہ مرحوم اقتدار احمد صاحب کے صاحبزادے ہیں علم حدیث میں تخصص کا درجہ رکھتے ہیں اور ایم۔ اے اصول الدین کے علاوہ ایم بی اے بھی ہیں۔ بڑی محنت سے ''بنیادی اصطلاحات حدیث'' حاملین قرآن کے آداب' درس قرآن کی تیاری اور فہم قرآن کے ذرائع جیسے عنوانات کا حق ادا کیا۔

جناب شجاع الدین شیخ جو ایک ولولہ انگیز نوجوان اور صالح انسان ہیں قرآن اکیڈمی میں تدریسی اور کراچی شہر کے کونے کونے میں دروس قرآن کے ذریعے پیغام حق پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے قرب الٰہی' منزل احسان' اجتماعیت میں ایثار کے عنوانات کے تحت شرکاء تربیت گاہ کو سیراب کیا۔

تنظیم اسلامی کے زیر انتظام عام طور پر تربیت گاہوں میں فقہی معاملات کو زیر بحث نہیں لایا جاتا۔ اس دفعہ فقہ کے حوالے سے بھی خصوصی اہتمام کیا گیا تاکہ ایسے رفقاء جو مدرسین اور مبلغین کی سطح پر دینی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کا تعارف فقہ' اصول فقہ' ماخذ فقہ اور اصطلاحات فقہ سے ضرور ہونا چاہئے۔ چنانچہ یہ ذمہ داری قرآن اکیڈمی جامع مسجد کے امام مولانا طاہر عبداللہ صاحب نے بہت ہی حسن خوبی کے ساتھ نبھائی۔

نماز عصر تا مغرب کا وقت ناظم دعوت جناب رحمت اللہ بٹر صاحب کے لئے مخصوص تھا جس میں انہوں نے اپنے مخصوص اور دلنشیں انداز میں تاریخ انبیاء کرام از آدمؑ تا جناب محمد کریم ﷺ کی ذات گرامی تک معروف اور مشہور انبیاء و رسل کا مطالعہ کروایا اور اسی کے ساتھ منسلک خلفائے راشدین کی زندگیوں کا تعارف اور ان کے ادوار کی خصوصیات کا ذکر جامع انداز میں کیا۔

رات کی آخری نشست بانی تنظیم کی ویڈیو کیسٹ کے ذریعے ہوتی تھی جو کہ ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام'' کے موضوع پر مفصل ریکارڈنگ کی شکل میں موجود ہے۔

اس طرح دن کی ابتدا جو تقریباً چار بجے صبح تہجد کے اوقات سے ہوتی' نماز فجر سے ذکر و اذکار اور بعد از نماز فجر مختلف مدرسین کے درس قرآن سے طلوع آفتاب تک جاری رہتی۔

اس کے بعد وقفہ برائے آرام و ناشتہ ہوتا۔ دوبارہ ساڑھے آٹھ بجے سے ایک بجے تک مسلسل تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔

ہر نماز کے بعد حدیث مبارک کا مختصر بیان ہوتا جس کی ذمہ داری ان رفقاء پر لگائی گئی جو کہ درس قرآن دینے والوں کے علاوہ تھے۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کی سعادت حاصل کرنے والوں میں ڈاکٹر عبدالسمیع (برطانیہ)' رحمت اللہ بٹر (مرکز) منیر احمد (بہاولنگر)' محمد حسن انجم (وہاڑی)' زین العابدین (کراچی) اور راقم شامل تھے۔ آخری روز ڈاکٹر الیاس صاحب نے انجینئر نوید احمد صاحب کی جگہ منہج انقلاب نبویؐ کا مطالعہ کروایا۔ یہ نوجوان رفیق دین کی ہمہ وقتی خدمت کر رہے ہیں۔

انہوں نے وائٹ بورڈ کی مدد سے مختلف گراف بنا کر ایک نئے اور اچھوتے انداز میں منہج کے تمام پہلوؤں کی تفہیم کا حق ادا کر دیا۔ اللہ انہیں استقامت عطا فرمائے۔

الحمد للہ تمام اساتذہ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے تدریسی فرائض انجام دیئے اور شرکاء تربیت نے جن کی تعداد 20 رہی' خوب فائدہ حاصل کیا۔

اس تربیت گاہ کے شرکاء کو ایک خصوصی شرف اس اعتبار سے حاصل ہوا کہ تنظیم اسلامی کے امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید جو کہ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کے حوالے سے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے خصوصی طور پر تربیت گاہ کے لئے وقت نکالا اور شرکاء تربیت گاہ کو درس قرآن اور ترجمہ قرآن کے لئے خصوصی ہدایات دیں۔ جناب شاہد اسلم کامیاب تربیت گاہ کے انعقاد پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ناظم تربیت نے بتایا ان شاء اللہ اس فکری اور علمی تربیت گاہ کے بعد اب آپ حضرات اگست 2003ء سے دسمبر تک کسی مہینے میں بھی تین تین دن اللہ کی راہ میں لگائیں تاکہ ان مہینوں میں منعقد ہونے والی نقباء کی تربیت گاہوں میں آپ کو بطور مدرس یا مقرر ذمہ داری دی جائے۔ الحمد للہ تمام شرکاء نے پختہ ارادہ اور عزم کا اظہار کیا ہے۔

انہوں نے اختتامی کلمات میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ تربیت گاہ شیڈول کے مطابق مکمل ہو گئی ہے مزید تمام شرکاء اور خاص طور پر انجمن خدام القرآن سندھ اور تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے ذمہ داران کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس کے انتظامات میں بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سب کی کوششوں اور کاوشوں کو منظور و مقبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

(مرتب: حافظ محمد خالد شفیع)

اظہار تشکر

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پچھلے دنوں میرے دل کا کامیاب By-Pass آپریشن ہوا۔ میں تمام رفقائے تنظیم اسلامی' اراکین انجمن خدام القرآن اور احباب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے لئے دعائیں کیں اور اپنے حوالے سے میری خطاؤں کو درگزر کیا میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب آئندہ بھی میرے حق میں دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کے لئے دعائے خیر کرتے رہیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا (عبدالمجید شیخ' کراچی)

اطلاع

رفقاء و احباب نوٹ فرمالیں۔ 29 اگست کو جناب رحمت اللہ بٹر' ناظم تربیت مسجد الفلاح' محلہ اسلام آباد' سیالکوٹ میں

انبیاء کرام کا مقصد بعثت
اور رسول اکرم ﷺ کی خصوصی آمد

کے موضوع پر خطاب جمعہ ارشاد فرمائیں گے

that even their neighbours are not at peace from the US continued aggression. Depicted by the Pentagon as a mere border skirmish, "mistaken intelligence" once more led US forces to penetrate more than 25 miles into Syria and kill 80 persons on June 18.(3) Moreover, the miserable conditions faced by Iraqis and Afghans under US domination are no secret at all.

As far finding the real culprits behind 9/11, we need to find out, for example, why Senator Charles Schumer recently accused the Bush administration of intentionally impeding the probe into 9/11. The victims need to know why the government is willing to give them millions upon millions, but refuse to boost the 9/11 commission budget by just $11 million.(4) Until we punish the real culprits, the world might be "indisputably safer with the overthrow" of Saddam for detractors like William Safire, but not for Muslims from Indonesia to Morocco.(5)

The media is vocal about the US lies regarding Iraqi WMD. However, there is a complete silence over the secret evidence the US used to justify war on Afghanistan. Imagine validity of evidence that the US could not produce for waging a war on Afghanistan from the fact that the evidence it revealed in the case of Iraq was nothing more than lies upon lies. Two thirds of British voters feel Blair has misled them over the case for launching a war in Iraq. (6) Similar is the situation in the US. However, this attitude is not sufficient.

Both victims and non-victims of 9/11 and subsequent US aggression need to keep in mind that there are very powerful distracters, who are trying to shift public opinion and focus away from the real issue. Deputy Defence Secretary, Paul Wolfowitz, says, finding the Iraqi WMD is now a secondary issue.(7) Thomas Friedman believes that the Bush team had "phony reasons for going to war," but defending it should not distract them "from fulfilling the real and valid reason for the war: to install a decent, tolerant, pluralistic, multireligious government in Iraq."(8)

The question is, who has authorised them to do so? Alternatively, if installing a new regime was a valid reason, what was the need to make up so many lies? If they could lie for going to war in Iraq, how could we believe they did not cheat the world for going to war in Afghanistan?

From the pre-Iraq war reports of American public suing Bush to the post Iraq war calls for his impeachment,(9) we must not forget that removing Bush and Blair or compensating American victims of 9/11 beyond their expectations is not the solution. For the solution, the architects of the two wars must be tried together with the architects of 9/11. Furthermore, occupation of Afghanistan and Iraq must end before their trials at a suitable war crimes tribunal. Countries other than U.S. and its small band of Allies may then support these countries re-establish themselves.

With thousands of people killed, two countries directly occupied and others threatened with occupation, the world cannot afford brushing aside too many questions and countless facts under the rug by labelling everything that implicate someone other than Muslims as conspiracy theories. We need to know the culprits behind 9/11 and their real motives.

In the weeks immediately following 9/11 there was a genuine interest in understanding: who and why? Why so many are prepared to kill themselves or to be recruited by others with an interest in attacking US targets? Irrelevant questions, such as how did it happen, how many were there and how many are there left to capture and kill, have replaced the real issue.

To ask "who and why" is to lay oneself open to accusations of having sympathies with "terrorists," lacking the moral courage to blame Muslim extremists and to deal them with force and aggression. This attitude not only plays into the hands of the democratic extremists but, by downplaying the importance of genuine causes, risks encouraging tactics that are counterproductive.

End Notes:

1) Frederick Sweet, "Withholding funding and documentation, the Bush Administration is the major roadblock for the 9-11 Commission. Why?" Intervention Magazine, http://www.aacaw.org/20030716news.htm and http://www.interventionmag.com/cms/modules.php?op=modload&name=News&file=article&sid=447

2) Report "11 September victims sue Iraq" BBC Wednesday, 4 September, 2002, 23:36 GMT 00:36 UK

3) Sale, Richard. "U.S. Syria raid killed 80," UPI Intelligence Correspondent, Washington Times, July 17, 2003.

4) Time magazine, March 2002.

5) Safire, William. "Saddam's Guerrillas," The New York Times, 21 July 2003.

6) ICM Research poll, reported by AFP, July 14, 2003.

7) Burns, Robert. "Deputy Defence secretary says weapons issue is now secondary in Iraq," Associated Press, July 22, 2003.

8) Friedman Thomas L. "Winning the Real War," The New York Times, July 16, 2003

9) Frost, Greg. "Soldiers, Lawmakers Sue Bush to Block Iraq War" Reuters, February 13, 2003. Also, see: Margolis, Eric. "Bush deserves to be impeached," Toronto Sun, July 20, 2003

اعلان داخلہ بی اے سال اول

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور - فون: 5833637 - 5860024

پنجاب یونیورسٹی کے معین کردہ نصاب کی معیاری تدریس کے ساتھ ساتھ:

- قرآن حکیم کے منتخب مقامات کا ترجمہ و تشریح
- کمپیوٹر کی لازمی تعلیم
- عربی زبان کی تدریس کا خصوصی اہتمام

داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 26/اگست ہے

یکم ستمبر سے تدریس کا آغاز ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

مزید برآں
F.A.
F.A.(G.Sc.)
I.C.S.
I.Com.
میں لیٹ فیس کے ساتھ داخلے جاری ہیں

نوٹ: ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے

looking for ruses to tighten noose around practicing Muslims.

How should Muslims respond to such assaults. If Muslims live by the Qur'an, they would not even feel the need to respond to Luxenberg's half-backed assertions, such as "an expanding Arab empire turned Muhammad's teachings into the basis for its new religion long after the Prophet's death."

Furthermore, all Islamic organizations, particularly those of N. America, need to come together and start working on exposing such hate mongering pieces not as a threat to the Qur'an and Islam but to the survival of Muslims as equal human being under the prevailing circumstances. The work of anti-Qur'an crusaders does not lead to occupations of Muslim lands and the so-called war on terrorism. The latest presentation by Newsweek, a mixture of hate and half quotes from anti-Islam work, definitely does.

Suicide bombing will not go away with proving "houris" as "white raisins." There are many other ways to have "houris" and die a peaceful death. The reason bombers choose to blow themselves from limb to limb is not because they love to quickly reach "houris," but because they hate to live under the occupation and repression - the direct results of injustice and polices based on hate and racism. The type of article recently published by Newsweek simply sustains and promotes this hate.

August 09, 2003.

End Notes:

1. Hathout, Maher, "Response to 'Challenging the Quran' Article in Newsweek" Islam on Line
2. See: http://www.omniglot.com/writing/nabataean.htm, http://www.omniglot.com/writing/syriac.htm and http://www.omniglot.com/writing/greek.htm
3. ***Alfred Beeston,"Origin of Arabic Script," The Arabic Language Today, See: http://www.arabiccalligraphy.com/resources_detail.php?resId=4***

'We have sent it down as an Arabic Qur'an, in order that ye may learn wisdom. " Al-Qur'an 12:02.

4. ***Thus have We revealed it to be a judgment of authority in Arabic. Wert thou to follow their (vain) desires after the knowledge which hath reached thee, then wouldst thou find neither protector nor defender against Allah.*** " Al-Qur'an 13:37.

"***We know indeed that they say, "It is a man that teaches him." The tongue of him they wickedly point to is notably foreign, while this is Arabic, pure and clear.***" Al-Qur'an 16:103,

"***Thus have We sent this down - an arabic Qur'an - and explained therein in detail some of the warnings, in order that they may fear Allah, or that it may cause their remembrance*** (of Him)." Al-Qur'an 20:113,

"***Verily this is a Revelation from the Lord of the Worlds: With it came down the spirit of Faith and Truth - To thy heart and mind, that thou mayest admonish. In the perspicuous Arabic tongue.***" Al-Qur'an 26:193-195.

"(It is) ***a Qur'an in Arabic, without any crookedness (therein): in order that they may guard against Evil.***" Al-Qur'an 39:28

"***A Book, whereof the verses are explained in detail;- a Qur'an in Arabic, for people who understand.***" Al-Qur'an, 41:03

"***Thus have We sent by inspiration to thee an Arabic Qur'an: that thou mayest warn the Mother of Cities and all around her,- and warn*** (them) ***of the Day of Assembly, of which there is no doubt***: (when) ***some will be in the Garden, and some in the Blazing Fire.***" Al-Qur'an 42:07.

"***We have made it a Qur'an in Arabic, that ye may be able to understand*** (and learn wisdom)." Al- Qur'an 43:03.

"And before this, was the Book of Moses as a guide and a mercy: And this Book confirms (it) in the Arabic tongue; to admonish the unjust, and as Glad Tidings to those who do right." Al-Qur'an 46:12.

The Real Culprits behind 9/11?

By: Abid Ullah Jan

In all discussion of 9-11 and Iraq war, much attention is given to the 2,902 American victims, lies of the Bush and Blair administrations, and demands for their removal from power. Absent from the discourse are victims of the US wars on Afghanistan and Iraq, the millions still suffering under its direct occupations, and, more importantly, the inquiry into finding the real culprits of 9/11.

As we see today, the Bush Administration is creating major roadblock to independent investigation by 9/11 Commission.(1) On the other hand, relatives of the 2,902 American victims are suing Iraq and Saddam Hussein for their alleged role in the attacks on the US.(2) Unmoved by the lengthening list of lies by the Bush and Blair administrations, 1,400 plaintiffs have focused their eyes on a total of more than $1,000bn from Saddam, Osama and the former Taliban rulers in Afghanistan.

Those who are convinced of the crimes committed by Bush and Blair demand their removal. However, would their removal give us the overdue evidence for justifying their illegal wars? Is removal alone a solution to the problems the world is facing today? Would continued US occupations and distribution of all Iraqi wealth among relative of 2,902 American victims erase what caused 9/11 in the first place? If we do not have a positive response to any of these questions, we need to focus our energies on just two aspects for yielding positive results. The two aspects are, a serious and impartial inquiry into exposing the real culprits behind 9/11 incident and considering plight of the victims of US aggression in Iraq and Afghanistan. Relatives of the victims of 9/11 in the US are alone enough to work as a pressure group and help dig out the truth about 9/11. They can understand the pain of more than 30,000 civilian. They only need to shift their focus from billions of dollars in compensation to finding out the truth and punishing the real killers of their loved ones.

Let us take the victims' aspect first. We know that the relatives of 30,000 victims of the US aggression in Afghanistan and Iraq are facing a situation worse than what the Palestinians face in the West Bank and Gaza Strip. To the contrary, the Red Cross has spent approximately $590 million to benefit relatives of 2,902 victims of 9/11 in the US. As of July 26, 2002, it issued 8,553 checks to 3,396 beneficiaries, an average of $53,556 per beneficiary in the families of deceased and seriously injured. RC gave $276 millions to displaced workers, about $126.6 million to victims in the form of mental healthcare and $95 million to the relative of the 9/11 as an immediate disaster relief. IRS has given tax relief on top of the government's Tragedy Assistance Programme, Disaster Unemployment Assistance and other state victims' compensation procedures.

We may judge plight of the victims of US counter attack - if we assume that 9/11 was an act by outside party alone - from the fact

Vol : 12 Regd.No.LRL-50 No.30
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Newsweek Spreading Hate

Criticizing the Qur'an has been the norm among non-Muslims since day one. All those who do not believe in it are entitled to question its validity and prove it wrong. In a free market place of ideas, anyone may say almost anything about the Qur'an and Islam. However, it is the way one presents his views that makes it worthy of objective debate or turns it into a pure insulting and misleading work - only good for burning bridges of trust, compassion and understanding within a volatile global order.

The latest high-profile assault on the authenticity of the Qur'an came from one of the main organs of the so-called mainstream media. Recent issue of *Newsweek*, July 28, 2003 has published an article titled "Challenging the Qur'an." A closer look reveals the main problem lies as much with the unrecognized group of German scholars dedicated to producing a "new interpretation of the Qur'an," as it lies with the *Newsweek*.

There can be two kind of responses to the Newsweek's article. One, to respond to the ways in which it challenges the authenticity of the Qur'an and two, to see how Newsweek has taken the responsibility of this assault on the Qur'an and spreading hate on its shoulders.

As far as the chief hypothesis of Luxenberg et al -- that the original language of the Qur'an was not Arabic but something closer to Aramaic -- is concerned even a short response from Dr. Maher Hathout is sufficient to shot it down before it could take off. (1) Luxenberg argues, "Arabic did not turn up as a written language until 150 years after Muhammad's [PBUH] death." A cursory research may reveal, the Arabic script evolved from the Nabataean Aramaic script. It has been used since the 4th century AD, but the earliest document, an inscription in Arabic, Syriac and Greek, dates from 512 AD, whereas Muhammad (PBUH) was born around 570 AD.(2) The earliest manifestation of a script form, which can be identified as Arabic, is on a tombstone at Nemara in the Syrian desert, dated A.D. 328. (3)

Luxenberg work will not stand the test of historical facts and would face many touchstones when it arrives later this year. It is a centuries old debate and too much reserach has already been done to answer allegations and exaggerations of Luxenberg work. Some links to this work is given at the end of this article.

The most important aspect of the latest assault to analyse is the way *Newsweek* has presented this work with the objective to associate the Qur'an and Islam with violence. This trend of glamourising the hate-Islam work in mainstream media will continue if not properly addressed in time.

Newsweek has effectively achieved in 710 words what is costing Luxenberg and company many years and hundreds of pages to accomplish. The common objective boils down to conveying that the Qur'an is a misinterpreted historical document and Islam is nothing but a historical construction that only severs to perpetuate violence.

The author starts working on this objective right from the by-line of the article. He makes a reference to "virgins" to develop a link with suicide bombers and the opening para then makes the theme abundantly clear.

The article brings September 11 into the discussion right away and quickly moves on to Palestine to establish that in both cases the culprits are Muslims alone and the motive is nothing but sexual gratification in paradise.

Needless to say Muslims are going to be disturbed and justifiably angered by the abuse of Luxenberg's work when it appears later this year. In the meanwhile, Newsweek has sown the seeds for undermining the image of Islam and provoking reactionary responses.

The conclusion that Luxenberg group would like the public to reach at is not new. Pro-Israel literature is filled with this kind of polemics. And Islamic scholars with irrefutable arguments and evidence have answered it. The phenomenal global growth of Islam, through conversions not migration is indicative of their effective work and the futility of anti-Islam propaganda.

The problem at hand is actually with *Newsweek*, which is engaged in the same tactics based on which Al-Jazeera is banned in most liberal countries, such as Canada.

The basic argument against Al-Jazeera is that it spreads hatred. A reader of the *Newsweek* article sees the same very clearly in its pages. It is typical of the discursive assault on Islam which has been the hallmark of the last 30 years. It is so virulent and consistent in spreading hatred that its hostility and venom can only be compared to the actual hatred of Islam that prompted the Crusades.

Newsweek believes that when Luxenberg work "is published this fall, it's likely to be the most far-reaching scholarly commentary on the Qur'an." We need to look at this statement from two perspectives. One, not many of the readers of the Newsweek article are going to be Muslims with weak faith who will simply discard their faith based on this article. Two, for non-Muslims, just the title and the opening paragraph of the article is enough to further confirm what they are incessantly subjected to by media outlets. Many may not even bother to go through Luxenberg book. The objective is achieved.

A little journalistic trick helps the author guide his reader to a particular conclusion. The author avoids using the word "fundamentalists" but leads the reader to conclude that Muslims are not at the same wavelength about the Qur'an. The article says: "Islamic orthodoxy considers the holy book to be the verbatim revelation of Allah, speaking to his prophet, Muhammad, through the Angel Gabriel, in Arabic." A Western mind, used to the daily classifying Muslims does not take "orthodoxy" as Islamic doctrine. It quickly concludes that only "orthodox" Muslims look at the Qur'an in the aforementioned manner.

In fact, all those who believe in the Qur'an can very well see it emphasizing at no less than 10 occasions that it is revealed in Arabic (12:02, 13:37, 16:103, 20:113, 26:195, 39:28, 41:03, 42:07, 43:03, 46:12).(4) Muslims who care little about their faith can find more prudent reasons to leave. It nevertheless helps achieve the unstated objective of spreading hate against Muslim. The general audience of Newsweek is not knowledgeable enough about the Qur'an to actually see how the magazine sees an opportunity in Luxenberg work to use it for undermining Muslim faith.

Proving the Qur'an diluted and misunderstood is beyond the scope of Luxenberg's book, let alone a single *Newsweek* article. However, this is not the objective. The article has been successful in perhaps dissuading non-Muslims who might be beginning to take interest in Islam and provide a rationale for those who were